تحقیق الدعاء

بعد صلوٰۃ الجنازۃ

www.KitaboSunnat.com

تألیف

حکیم سید عزیز علی شاہ ثابت حنفی البخاری

انجمن اسلامیہ

گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ (متفق علیہ)

(جو شخص ہمارے اس امر (شریعت) میں نیا کام نکالے جو (شریعت) میں سے نہ ہو تو وہ مردود ہے)

تحقیق الدعاء

بعد

صلوٰۃ الجنازہ

مؤلف

حکیم سید عزیز علی شاہ ثابت حنفی، البخاری،
خطیب جامع کھیکے، ڈاکخانہ خاص (گوجرانوالہ)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طابع وناشر	انجمن اسلامیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ
طبع	چہارم
مطبع	طفیل آرٹ پرنٹرز لاہور
تعداد	ایک ہزار (۱۰۰۰)
قیمت	۵۰ / ۵ روپے
تاریخ طباعت	شوال المکرم ۱۴۰۱ھ / اگست ۱۹۸۱ء
کتابت	محمد امان اللہ قادری گوجرانوالہ

ملنے کے پتے:

۱۔ ناظم صاحب مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر شہر گوجرانوالہ

۲۔ ناظم انجمن اسلامیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرستِ مضامین

مقدمہ

از حضرت مولانا ابوالزاہد محمد سرفراز خاں صاحب صفدر
خطیب جامع گکھڑ منڈی گوجرانوالہ از ۵ تا ۱۸

تمہید

سنت، مستحب، مباح اور بدعت کی تعریف - ۱۹
دعا بعد نماز جنازہ ۳۹

حصہ اوّل

دعا بعد نماز جنازہ کے عدم جواز
پر فقہائے کرام رح کی تصریحات ۴۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصّہ دوم

دعا بعد نماز جنازہ کے عدم جواز پر
علماء کرام کے فتوے ۶۰

حصہ سوم

بریلوی مولوی صاحبان کے
فتوے اور ان کا جواب ۶۶

حصہ چہارم

دفن میت کے بعد قبر پر دعا کرنے کے ثبوت میں - ۱۱۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقدمہ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَزۡوَاجِہٖ اَلۡفُ اَلۡفِ تَحِیَّۃٍ وَّ التَّسۡلِیۡمِ۔

راقم الحروف نے حضرت مولانا حکیم عزیز علی شاہ صاحب کا رسالہ تحقیق الدعاء بعد صلوٰۃ الجنازہ حرفاً حرفاً پڑھا۔ اگرچہ بعض مقامات پر طرزِ استدلال میں معمولی پیچیدگی اور بعض میں تقریب تام نہیں ہے مگر بایں ہمہ موصوف نے مسئلہ کے ہر گوشہ پر سیر حاصل بحث کی ہے اور جس محنت، مشقت اور عرق ریزی سے بدعت کی تعریف اور پھر مسئلہ زیر بحث کو بادلائل ثابت کیا ہے اور فریق ثانی کو مسکت اور مسقط جوابات دیئے ہیں بلاشک موصوف نے دین اسلام کے ایک اہم مسئلہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو حل فرما کر اُمّت محمدیہ (علی صاحبہا الف الف تحیۃ) پر بڑا احسان کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ موصوف کی اس محنت کو قبول فرما کر ان کو دارین میں کامرانی عطا فرمائے۔ (آمین)

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے جناب امام الانبیاء سید المرسلین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عظیم الشان قانون اور آئین عطا فرمایا ہے جو قرآن کریم اور حدیث شریف کی شکل میں آج بھی اُمّت کے ہاتھوں میں صحیح اور اصلی رنگ میں موجود ہے گو باطل پرستوں نے اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہوئے تحریف لفظی اور معنوی کرنے میں کوئی دقیقہ نہیں اُٹھا رکھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا یہ فیصلہ ہے کہ ہم اس کے محافظ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ہر زمانہ میں انتظام فرمایا اور آج بھی دین اسلام کا وہ چشمہ بغیر کسی آمیزش کے ہمارے سامنے موجود ہے اور وہ ایسا مکمل نظام ہے جس کے بعد کسی اور نظام اور آئین کی مطلقاً ضرورت ہی باقی نہیں رہتی اور کیوں مکمل نہ ہو جب کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یہ ہے۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (پ ۶ سورۃ مائدہ رکوع ۱) آج کے دن میں نے تمہارے لیے دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو میں دین پسند کر چکا ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ے

یہ قرآن کی آخری آیت جو حجۃ الوداع کے موقع پر میدان عرفات میں نازل ہوئی اور ایک لاکھ سے زائد ان نفوس پاک نے اپنے کانوں سے یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی جن کو اہل اسلام صحابہ کرامؓ کی بہترین جماعت سے تعبیر کرتے ہیں اس آیت کے پیش نظر سوچنا یہ ہے کہ جس چیز کا داعی اور سبب تو خیر القرون میں موجود تھا مگر اس پر ایسی کارروائی نہ کی جاتی تھی جو آج کی جاتی ہے اور اس کو دین کا رنگ دیا جاتا ہے تو وہ یقیناً بدعت ہوگی اور اس کی ترویج و اشاعت کرنے والا گویا عملی طور پر اس کا ادّعا کر رہا ہے کہ دین مکمل نہیں اور میری سمجھ اور رائے سے اس کی تکمیل ہوگی۔ مثلاً ولادت اور ختنے اس وقت بھی ہوتے تھے۔ شادی اور غمی اس وقت بھی ہوتی تھی، وفات اور جنازے اس وقت بھی ہوتے تھے، قبریں بھی موجود تھیں اور مصائب بھی لوگوں کو پیش آتے تھے مگر نہ تو ولادت اور ختنوں کے موقعوں پر وہ بدعات کی جاتی تھیں جو آج کی جاتی ہیں اور نہ شادی اور وفات پر وہ رسمیں ادا ہوتی تھیں جو آج رائج ہو چکی ہیں اور نہ میت پر نماز جنازہ پڑھ چکنے کے بعد وہ مصنوعی طریقہ دعا تھا جو آج کیا جاتا ہے۔ قبریں بھی موجود تھیں مگر ان پر میلے اور عرس نہیں لگا کرتے تھے۔ صعوبتیں اور تکلیفیں بھی لوگوں کو پیش آتی تھیں مگر نہ تو وہاں قبروں کے طواف ہوتے تھے اور نہ قبروں پر نذریں اور منتیں ہی مانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی تھیں۔ جب یہ تمام اسباب و دواعی اس وقت موجود تھے مگر یہ خودساختہ کارروائیاں ہرگز وہاں نہ تھیں تو کیسے سمجھ لیا جائے کہ آج یہ کام جائز اور کار ثواب ہیں۔ یقین جانیئے کہ جو کام اس وقت دین نہ تھا وہ آج بھی ہرگز دین نہیں ہوسکتا۔ حضرت امام مالکؒ نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے فمالم یکن یومئذ دیناً فلا یکون الیوم دیناً۔ (اعتصام للشاطبی جلد۱ ص۲۸) کہ جو چیز اس وقت دین نہ تھی وہ آج بھی دین نہیں ہوسکتی۔

اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

من احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فھو ردٌّ (بخاری جلد۱ ص۳۷۱ ومسلم، جلد۲ ص۷۷ وابوداؤد جلد ۲ ص۲۷۹) کہ جس شخص نے ہمارے اس معاملہ میں کوئی نئی چیز نکالی جو اس میں سے نہیں تھی تو وہ مردود ہوگی۔

فی امرنا سے امر دین اور شریعت مراد ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

والمراد به امر الدین (فتح الباری جلد ۵ ص۲۲۱) اس سے مراد دین کا کام ہے

اور یہ واضح امر ہے کہ مذموم وہ بدعت ہے جو امر دین سے ہو۔ محض لغوی بدعت اور زمانہ اور سائنس کی ترقی کے تحت جو چیزیں ایجاد ہوچکی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں یا تا قیامت ہوں گی وہ یقیناً مذموم نہیں ہیں اور ایسی بدعت ہرگز مذموم نہیں ہے۔ بہت سے لوگ ہوائی جہاز، گاڑی، بس، عینک، گھڑی، انگلہ اور اس قسم کی بے شمار نو ایجاد اشیاء کو دیکھ کر بسا اوقات اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ یہ بھی تو آخر بدعت ہیں ان کو کیوں استعمال کیا جاتا ہے؟ لیکن آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ مذموم وہ بدعت ہے جو امر دین سمجھ کر کی یا چھوڑی جائے۔ یہ چیزیں امر دین سے نہیں ہیں بلکہ تمدن اور ترقی کے لوازمات سے ہیں۔ ایسی کسی نو ایجاد چیز کا استعمال ناجائز نہ ہوگا بشرطیکہ ان کا استعمال کسی خلاف شرع امر کے لیے نہ ہو۔ فقہائے کرام کا تمباکو کے بارے میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ اس کو مطلقاً حرام دوسرا مکروہ تحریمی اور تیسرا مکروہ تنزیہی کہتا ہے۔ فریق ثانی کے مسلّم عالم مولوی احمد رضا خاں صاحب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ تمباکو حلال کیسے ہو گیا۔ جب کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھا تو اس کا استعمال بدعت ہوگا اور بدعت کیسے حلال ہوگی۔ اس کا جواب خاں صاحب یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

"رہا اس کا بدعت ہونا یہ کچھ باعث ضرر نہیں کہ یہ بدعت کھانے پینے میں ہے نہ امور دین میں تو اس کی حرمت ثابت کرنا ایک دشوار کام ہے۔" بلفظہ (احکام شریعت حصہ سوم ص۱۶۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ بدعت وہی بری ہوتی ہے جو امور دین سے ہو۔ کھانے پینے اور دیگر تمدنی اور تہذیبی امور میں بدعت لغوی ہو گی اور وہ مذموم نہ ہوگی اور اس کا حرام ثابت کرنا ایک دشوار امر ہوگا۔

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایسی بدعت سے نہایت سختی سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے۔

وشر الامور محدثاتها وكل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة وكل ضلالة فى النار۔ (نسائی شریف جلد ۱ ص ۱۷۹) برے کام وہ ہیں جو نئے نئے نکالے گئے ہوں اور ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے یہ ضروری نہیں کہ بدعت بظاہر کوئی برا کام ہی ہو تب ہی بدعت ہو گی بلکہ اگر بالفرض نماز بھی ہو مگر کسی خاص وقت اور اس کیفیت سے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے ثابت نہ ہو تو وہ بھی بدعت ہی ہو گی۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت عروہ بن الزبیرؓ مسجد میں داخل ہوئے۔

فاذا عبد الله بن عمر جالس الى حجرة عائشة رض والناس يصلون الضحىٰ فى المسجد فسألناه عن صلوٰتهم فقال بدعة۔

(بخاری جلد ۱ ص ۲۳۸ و مسلم جلد ۱ ص ۴۰۹) تو دیکھا کہ حضرت عبد اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن عمرؓ حضرت عائشہؓ کے حجرے کے پاس بیٹھے ہیں اور کچھ لوگ مسجد میں چاشت کی نماز پڑھ رہے ہیں ہم نے حضرت ابن عمرؓ سے ان لوگوں کی نماز کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا یہ بدعت ہے۔

حضرت امام نووی اس حدیث کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔

مرادہٗ ان اظہارھا فی المسجد والاجتماع لہا ھو البدعۃ لا ان اصل صلوٰۃ الضحیٰ بدعۃ۔ (نووی جلد ۱ ص ۴۰۹) حضرت ابن عمرؓ کی مراد یہ ہے کہ چاشت کی نماز کا مسجد میں اظہار کر کے پڑھنا اور اس کے لیے خاص اہتمام اور اجتماع کرنا یہ بدعت ہے نہ یہ کہ چاشت کی نماز ہی بدعت ہے۔

ملاحظہ فرمایئے کہ چاشت کی نماز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایات سے ثابت ہے مگر اس کے لیے اجتماع اور خاص اہتمام آپ سے ثابت نہیں ہے اور اس نماز کا یہی اہتمام اور اجتماع حضرت ابن عمرؓ کے نزدیک بدعت ہے آج کل کے عاشق اور محب وہاں بھی ہوتے تو حضرت ابن عمرؓ پر وہابیت کا فتویٰ لگا دیتے کہ مسجد نبوی میں نماز جیسی عبادت کو بدعت کہتے ہیں مگر وہ بزرگ صحیح معنیٰ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق تھے۔ وہ ہر قول اور فعل میں آپ کی اقتداء کو دین اور آپ کی خلاف ورزی کو بے دینی اور بدعت سے تعبیر فرمایا کرتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض لوگ از راہِ جہالت یہ کہا کرتے ہیں کہ اگرچہ یہ کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے نہیں کیا مگر اس سے منع بھی تو نہیں کیا لہذا یہ مکروہ اور بدعت نہ ہو گا۔ مگر یہ ان کی اشد غلطی ہے۔ اوّلاً اس لیے کہ جب آپ نے قانون کلی اور ضابطہ یوں بیان فرما دیا ہے۔ کہ شرّ الامور محدثاتہا۔ کل محدثۃ بدعۃ۔ من احدث فی امرنا ھٰذا ما لیس منہ فھو ردّ۔ تو پھر الگ الگ جزئیات کے لیے جداگانہ ارشاد فرمانے کی ہرگز ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ قانون کلی ہی ہوتے ہیں اور جزئیات ان کے تحت داخل ہوتی ہیں۔ دثانیاً فقہاء کرام نے آپ کے کسی فعل کو نہ کرنے سے بھی ایک قانون ہی سمجھا ہے اور اس سے فعل کے مکروہ ہونے پر استدلال کیا ہے۔ چنانچہ مشہور حنفی مسلّم فقیہہ صاحب ہدایہ تحریر فرماتے ہیں کہ طلوع صبح صادق کے بعد صبح کی دو سنتوں کے علاوہ کوئی اور نفلی نماز پڑھنی مکروہ ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان دو رکعتوں کے علاوہ اور کوئی نماز نہیں پڑھی حالانکہ آپ نماز پڑھنے پر بہت حریص تھے (ہدایہ جلد ا صنّہ)

جب کوئی کام سنت اور بدعت کے درمیان دائر ہو (کہ من وجہ وہ سنت سے ثابت ہو سکتا ہے اور من وجہ وہ بدعت ہے) تو فقہاء کرام کا اس کے متعلق ارشاد یوں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویلزم ان ما تردد بین بدعۃ وواجب اصطلاحی فانہ یترك کالسنۃ (بلفظہٖ بحرالرائق جلد ۲ صفحہ ۱۶۵ طبع مصر) جو چیز بدعت اور واجب اصطلاحی (بین الفقہاء) کے درمیان دائر ہو اس کو بھی سنت کی طرح ترک کر دینا لازم ہے۔

نہایت حیرت اور تعجب تو ان لوگوں پر ہے جو خالص بدعت اور مکروہ پر اصرار کرتے ہیں۔ یہ چند اصول تھے جو بدعت کی تشریح میں عرض کر دیئے گئے ہیں تاکہ کوئی انجان اور ناواقف آدمی بدعت کی چمک اور ظاہری زینت میں مبتلا ہو کر آخرت ضائع نہ کر بیٹھے۔

مؤلف موصوف نے خصوصی طور پر فقہاء احناف کثر اللہ جماعتہم کے فتوے نقل کر کے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچا دی ہے کہ دعاء بعد الجنازہ کو فقہاء احناف مکروہ کہتے ہیں اور اس سے منع کرتے ہیں۔ چنانچہ محیط کے حوالہ سے جو امام ابوبکر بن حامد (جو امام ابو حفص الکبیر (المتوفی ۲۶۴ھ) کے معاصر تھے) سے نقل کیا گیا ہے۔

ان الدعاء بعد صلوٰۃ الجنازۃ مکروہ کہ نماز جنازہ کے بعد دعا مکروہ ہے۔ بالکل اپنے مفہوم میں واضح ہے اور علامہ ابوالمکارم الحنفی رح لکھتے ہیں:۔

کہ مکروہ کا لفظ جب بغیر کسی قید کے ذکر ہو تو حضرت امام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو حنیفہ رہ کے نزدیک اس سے تحریم مراد ہوتی ہے۔"

(ابو المکارم جلد ۳ ص ۱۵۹)

نواب صاحبؒ تحریر کرتے ہیں کہ

"حافظ ابنِ قیمؒ در اعلام الموقعین تصریح کردہ است بآنکہ استعمالِ کراہیت در محاورہ سلف در تحریم بود"

(الدلیل الطالب ص ۵۰۲)

الغرض فقہاء احنافؒ کا اسی پر عمل تھا کہ نماز جنازہ کے بعد دعا نہیں کرنی چاہیئے اور اسی پر ان کا فتویٰ تھا۔ چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب مجموعہ خانی میں اس کی تصریح ہے۔

"دعا نخوانند و فتویٰ بریں قول است" (مجموعہ خانی قلمی ص ۳۴۹)

اب جو شخص فقہاء کرام کے یہ صریح فتوے دیکھ کر بھی اس بدعت اور مکروہ امر کو ترک نہ کرے تو اس کی مرضی۔ ایک دن ضرور ایسا آئے گا جس میں احکم الحاکمین کے سامنے اس کا جواب دینا پڑے گا۔ باقی رہا فریقِ ثانی کا استدلال تو مؤلف موصوف نے ان کے تمام پیش کردہ دلائل پہ علمی اور تحقیقی رنگ میں جو کچھ تحریر فرمادیا ہے اس سے زیادہ کی نہ ضرورت ہے نہ گنجائش اور حقیقت بھی یہی ہے کہ فریق ثانی کے استدلالات کا تعلق اس مسئلہ سے قطعاً کوئی نہیں کہ نمازِ جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متصل دفن سے قبل دعا مانگنی جائز ہے: دور دراز کی عمومی دلیلوں سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اس کے مقابلہ میں ترک دعا صریح الفاظ کے ساتھ فقہاء کرام سے منقول ہے۔ رہی یہ بات کہ فریق ثانی بھی تو فی الجملہ کچھ نہ کچھ دلائل پیش کرتا ہے۔ اس لیے اس مسئلہ میں اتنی شدت نہیں ہونی چاہیئے تو یہ نہایت مہمل اور بیکار بات ہے۔ آخر کوئی بھی باطل پرست خاموش نہیں رہا کرتا اپنے باطل زعم پر کچھ نہ کچھ وہ ضرور پیش کرتا ہے۔ علامہ ابو اسحاق غرناطیؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

انك لا تجد مبتدعًا ممن ينسب الى الملة الا وهو يستشهد على بدعته بدليل شرعي (الاعتصام ص۱۰۲) تم کسی ایسے مبتدع کو نہ پاؤ گے جو ملّت سے وابستگی کا مدعی ہو اور وہ اپنی بدعت پر دلیل شرعی سے استناد نہ کرتا ہو۔

مگر دیکھنا یہ ہے کہ کیا اس کی پیش کردہ دلیل سے وہ بدعت ثابت بھی ہوتی ہے؟ اور کیا صحابۂ کرام اور تابعین اور اتباع تابعین اور فقہاء کرام اور محدثین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اس دلیل سے یہی سمجھا جو ان مبتدعین نے سمجھا؟ اور اگر وہ حضرات اس سے یہ مطلب نہ سمجھ سکے۔ تو آج ان کو یہ مطلب کہاں سے حاصل ہوا؟

پہلی صدی کے مجدّد اور خلیفۂ راشد حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(المتوفی سنہ ۱۰۱ھ) انے اہل بدعت کے ایک فرقہ منکرین تقدیر کی واشگاف الفاظ میں تردید کرتے ہوتے ارشاد فرمایا کہ اے منکرین تقدیر اگر تم یہ کہو کہ قرآن کریم کی بعض آیات سے تقدیر کا انکار معلوم ہوتا ہے تو ان آیات کے کیا کیا جائے؟ اس کا جواب یہ ہے

لقد قرؤا منه ما قرأتم وعلموا من تاويله ما جهلتم وقالوا بعد ذلك كله بكتاب وقدر۔ (ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۷۸) سلف صالحین نے قرآن کی یہ آیتیں پڑھی ہیں جیسے تم پڑھتے ہو مگر وہ ان کے مطلب کو سمجھتے تھے اور تم نہیں سمجھ سکے اور باوجود ان آیات کے پڑھنے کے وہ پھر بھی تقدیر کے قائل تھے۔

مطلب واضح ہے کہ اگر تمہاری طرف سے پیش کردہ آیات کا یہی مطلب ہوتا جو تم مراد لے رہے ہو تو سلف صالحین کے سامنے بھی یہ آیتیں تھیں مگر باوجود اس کے وہ یہ مطلب نہیں لیتے تھے جو تم لے رہے ہو۔ ناچار یہی کہنا پڑے گا کہ وہ حق پر تھے اور تم باطل پرست ہو۔ کیا خوب اور مزید لیہ بات کہی خلیفہ راشد نے اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں ان پر نازل ہوں اسی نہج پر مؤلف موصوف نے کہا ہے کہ اِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ کی آیت اور اذا صلیتم علی المیّتِ فاخلصوا له الدعاء کی حدیث ان اکابر کے سامنے بھی تھی مگر ان کو دعاء بعد الجنازہ کا جواز اس سے سمجھ نہ آسکا بلکہ فقہاء کرام نے صاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور صریح الفاظ میں اس کو مکروہ کہا تو پھر کیسے باور کر لیا جائے کہ اس کا وہی مطلب ہے جو فریق ثانی پیش کرتا ہے؟ یہ ایک ایسا قاعدہ ہے جس پر کسی بھی منصف مزاج کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔ البتہ نہ ماننے والے کے لیے دفتر بھی بیکار ہیں۔ اور بدعت ایک ایسی بلا ہے کہ بدعت کی تاریکی سے نور ایمان جاتا رہتا ہے اور دل پر ایسے سیاہ غلاف چڑھ جاتے ہیں کہ بدعتی کو توبہ کی توفیق بھی نصیب نہیں ہوتی۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ اللہ حجب التوبۃ عن کل صاحب بدعۃٍ (مجمع الزوائد جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۹)

تحقیق سے اللہ تعالیٰ نے توبہ کا دروازہ ہی ہر بدعتی پر بند کر دیا ہے۔

جب بدعتی بدعت کو کار ثواب سمجھتا ہے تو اس سے توبہ کیوں کرے گا؟ اعاذنا اللہ من البدعات۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اس قول سے کہ ان سبقتمونی بالصلوٰۃ علیہ فلا تسبقونی بالدعاء لہ، سے بھی فریق ثانی کا استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں شریک نہ ہو سکنے پر حسرت کرتے ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسنِ عقیدت اور گہرے تعلق کا اظہار کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یوں خطاب کرتے ہیں کہ اگر آپ حضرات نماز جنازہ میں مجھ سے سبقت کر چکے ہو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا کرنے کے بارے میں آپ مجھ سے ہرگز نہیں بڑھ سکتے۔ کیونکہ میں ایسی کثیر اور پُر از اخلاص دعا کروں گا۔ کہ جنازہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں غیر حاضری کی تلافی اس سے ہو جائے گی۔ اس دعا میں آپ حضرات مجھ سے نہیں پڑھ سکتے۔ یہ دعا کس موقع پر ہوئی جنازہ کی نماز سے فارغ ہونے کے متصل بعد پر اس میں کوئی قرینہ نہیں کیا بعید ہے کہ وہ تا زیست یہ دعا ان کے حق میں کرتے رہتے ہوں۔ اور قبر پر اجتماعی رنگ میں دعا کا ثبوت تو بہر حال صحیح حدیث سے ثابت ہے خلاصہ امر یہ ہے کہ نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد میت کے لیے دعا کرنے کا شریعت حقہ میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ بلکہ یہ ناجائز، بدعت اور مکروہ ہے اس سے بچنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ اللہ تعالٰی حضرت مؤلف کو تمام اہل اسلام کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس مسئلہ پر محققانہ بحث کی اور اس کے مثبت اور منفی پہلو کو واضح براہین سے ظاہر کیا۔ والحمد للہ اولاً وآخراً وصلی اللہ علی محمد خیر خلقہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وبارک وسلم ابد الآبدین ودھر الداھرین۔

۲۰ رجب ۱۳۷۶ھ یوم الخمیس

۲۱ فروری ۱۹۵۷ء

احقر ابو الزاہد محمد سرفراز خان صفدر خطیب جامع گکھڑ ضلع گوجرانوالہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہید

سنّت، مستحب، مباح اور بدعت کی تعریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ربّ العزت کی طرف سے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے ذریعے ایک ضابطۂ حیات تمام مسلمانوں کو عنایت فرمایا گیا ہے۔ وہ قانونِ فطرت ملّت اسلام ہی ہے جو ہمارے لیے ایک نعمت عظمیٰ ہے ایک امانت ہے جس میں خیانت کرنا جرم عظیم ہے، ایک صداقت ہے جس میں باطل کی آمیزش ہرگز گوارا نہیں کی جا سکتی۔ ایک نور ہدایت ہے جو لوگوں کو گمراہی اور ظلمت کے گڑھے سے نکال کر صراط مستقیم پر چلاتا اور پھر منزل مقصود پر پہنچاتا ہے۔

ملّت اسلام کے احیاء و بقا کے لیے کتاب الٰہی اور سنت رسول صلی اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وآلہٖ وسلم کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ جملہ انسان کتاب وسنت کی اتباع سے ہی دنیا و آخرت میں فلاح وکامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ جو لوگ اس شاہراہ سے سرتابی کرتے ہیں وہ ضلالت وگمراہی کے خوفناک کنوئیں میں جاگرتے ہیں ملّت اسلام پر پابند رہنا ہر مسلمان کا اولیّن فرض ہے۔ سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلّم نے کتاب وسنت کی پابندی کے لیے نہایت پرزور الفاظ میں تاکید فرمائی ہے۔ آپ کا ارشاد ہے اِنِّیْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهٖ (رواہ فی الموطا۔ مشکوٰۃ) میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کے جاتا ہوں۔ تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے، اگر تم ان دونوں سے تمسک کرتے رہوگے ایک کتاب اللہ، دوسری سُنّت اس کے رسول کی۔

جو لوگ کتاب وسنت کو چھوڑ کر دین اسلام میں کسی منکر اور غیر معروف شے کو داخل کر لیتے ہیں، عقاید وایمان اور شریعت کے احکام میں اپنی ہوا پرستی اور بدعت نوازی سے تحریف وزیادت کرتے رہتے ہیں ایسا طرز عمل اختیار کرنے سے ان کا مذہب ہر رنگ کفر والحاد نظر آنے لگتا ہے۔ بس یہی معلوم ہوتا ہے کہ کفر کو اسلام کے شیشہ میں بھر دیا گیا ہے، شرک کو توحید کے لباس میں پیش کیا جارہا ہے اور بدعات ومحدثات کو سنت کے سنہری غلاف میں لپیٹ کر سادہ لوح عوام کا ایمان لوٹا جارہا ہے۔ کتاب حکیم کے معنوں میں تحریف اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے احکام سے اس قدر تغافل کہ آیات الٰہی کا بیشتر حصہ نذر نسیاں کر دیا گیا۔ ان کے اس تحریف و نسیاں کے انداز سے یہودی بھی چند قدم پیچھے رہ جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُکِّرُوْا بِہٖ (پارہ ۶ رکوع ۷)

بدل ڈالتے ہیں باتوں کو جگہ ان کی سے اور بھول گئے حصہ اس چیز سے کہ نصیحت کئے گئے ساتھ اس کے۔

دین اسلام کو چھوڑ کر جو راستہ اختیار کیا جائے گا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہرگز مقبول نہیں ہوگا اور آخرت میں سوائے ذلت و رسوائی کے کوئی چیز حاصل نہ ہو سکے گی۔ دیکھئے ربّ العزت کیا فرماتے ہیں۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ (پارہ ۳۔ رکوع ۱۷) اور جو کوئی چاہے سوائے اسلام کے دین پس ہرگز نہ قبول کیا جاوے گا اس سے اور وہ بیچ آخرت کے ٹوٹا پانے والوں سے ہے۔

عقائد و ایمان میں لوگوں نے جو اختلاف پیدا کیا ہے وہ اس وقت ہمارے موضوع سے خارج ہے ہم اس وقت صرف بدعات و محدثات پر حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیثوں سے استشہاد کرتے ہوئے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ بدعت و محدث نہایت ہی بری چیز ہے۔ اس پر عمل کرنے سے ثواب کی قطعاً امید نہیں۔ ہاں عذاب الٰہی میں گرفتار ہو جانا یقینی ہے۔ اس لیے بدعات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ومحدثات سے ہر مسلم کا بچنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا سنت و اعمال حسنہ پہ کاربند ہونا ضروری ہے۔ یہی بات حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات سے ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ اَحْدَثَ فِي اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (متفق علیہ)

جو شخص ہمارے اس امر دین میں کوئی نئی چیز پیدا کرے گا جو امر (دین) سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔

اور فرمایا :-

فانّ خیر الحدیث کتابُ اللّٰہ و خیر الھدی ھدیُ محمدٍ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم وشرّ الامور محدثاتھا وکلّ بدعۃ ضلالۃ (مسلم جلد ا ص ۲۸۵)	پس یقیناً بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی سنت ہے اور بدترین نئے محدثات ہیں اور ہر ایک بدعت گمراہی ہے۔
ما احدث قوم بدعۃً اِلّا رفع مثلھا من السنۃ فتمسك بسنۃ خیر من احداث بدعۃ (رواہ احمد)	جس قوم نے کوئی بدعت نکالی اس سے اسی طرح کی ایک سنت اٹھالی گئی۔ پس سنت کا تمسک بدعت کے پیدا کرنے سے بدرجہا بہتر ہے
مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ الْبِدْعَةِ	جس شخص نے بدعتی کی توقیر وعزت کی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی ھَدْمِ الْاِسْلَامِ ۔ یقیناً اس نے اسلام کے ڈھا دینے پر امداد کی۔ (رواہ البیہقیؒ)

ان آیات واحادیث کے پیش نظر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ بدعات ومحدثات پر عمل کرنے سے کوئی نجات و فلاح نہیں مل سکتی بلکہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کے خلاف گامزن ہونے کی کچھ اور راہیں کھل جاتی ہیں اور بدعتی لوگ علی الاعلان بدعت کو سنت کے پیرائے میں اپنا شعار بنا لیتے ہیں ایسے لوگوں پر یہ بات مشتبہ ہو جاتی ہے کہ بدعت کیا ہے اور سنت کس کو کہا جاتا ہے جس طرح ایک نادان بچہ دہکتے ہوئے کوئلے میں اور لعل بدخشانی میں امتیاز نہیں کر سکتا۔ جھٹ دہکتے ہوئے کوئلے کو ہاتھ میں پکڑ کر اپنا ہاتھ جلا لیتا ہے اسی طرح یہ لوگ بھی بدعت پر عمل پیرا ہو کر اپنے ناتواں جسم کو دوزخ کا ایندھن بنا لیتے ہیں۔ وَیَحْسَبُوْنَ اَنَّھُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا۔

یہ تو ایسے لوگوں کا حال ہے جو اپنی جہالت کی وجہ سے سنت و بدعت میں امتیاز نہیں کر سکتے۔ افسوس اور صد افسوس تو ایسے لوگوں پر ہے جو شریعت نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا علم رکھنے اور اس پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت میں شامل کرتے ہیں اور فقہ حنفیہ کے مقلّد کہلاتے ہیں۔ لیکن حرص و ہوا کے دام میں اس قدر جکڑے ہوئے ہیں کہ سنت و جماعت کی موافقت اور بدعات کی مخالفت میں ان کی زبان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اور اُن کے ہاتھ پاؤں کو قطعاً حرکت نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے خلاف بدعات کو رواج دینے اور سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو مٹانے میں ان کی زبان درازی اور کدوکاوش حد سے بڑھ جاتی ہے (العیاذ باللہ)

قرآن حکیم میں یہود و نصاریٰ کے ایسے باطل پرست عالموں اور درویشوں کے بارے فرمان خداوندی ملاحظہ فرمایئے اور عبرت حاصل کیجئے۔

لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ (پارہ ۶ رکوع ۱۳) کیوں نہ منع کیا ان کو درویشوں نے اور عالموں نے بولنے اُن کے سے جھوٹ کو اور کھانے ان کے حرام کو البتہ برا ہے جو کچھ تھے وہ کرتے۔

اور فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (پارہ ۱۰۔ رکوع ۱۱)

اے لوگو جو ایمان لاتے ہو۔ تحقیق بہت عالموں میں سے البتہ کھا جاتے ہیں مال لوگوں کے ساتھ جھوٹ کے اور بند کرتے ہیں راہ خدا کی سے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سنت مؤکدہ اور غیر مؤکدہ کی پوری صراحت فقہ کی معتبر کتابوں سے کر دی جائے۔ پھر بدعت ہدی اور بدعت ضلالت کا فرق بیان کر دیا جائے تاکہ عوام کو سنت و بدعت کے امتیاز کرنے میں زیادہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کاوش نہ کرنی پڑے اور وہ بدعت کو سنت کے رنگ میں اپنا شعار بنا کر اپنی عاقبت کو خراب نہ کر بیٹھیں۔

سنت مؤکدہ کی یہ تعریف ہے کہ جس فعل کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ بر سبیل عبادت کیا ہو اور کبھی اتفاقاً ترک بھی کر دیا ہو۔ ایسا فعل سنت ہدیٰ یا سنت مؤکدہ کہلاتا ہے۔ اور جس فعل کو حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ نہ کیا ہو بلکہ کبھی کبھی کیا ہو۔ ایسا فعل مستحب و مندوب ہوتا ہے اور جس فعل کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بر سبیل عبادت نہیں کیا بلکہ بر سبیل عادت کیا ہو وہ سنت زائدہ کہلاتا ہے۔ کتب فقہ میں اس کی صراحت موجود ہے جیسا کہ صدر الشریعت شرح وقایہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

مَا واظبَ علیہ النبی صلی اللہ	جس فعل کو حضور اکرم علیہ السلام نے
علیہ وسلّم مع الترك احیاناً	ہمیشہ کیا ہو اور کبھی ترک بھی کر دیا ہو۔
فان کانت المواظبۃ المذکورۃ	سو اگر آپ کا یہ فعل ہمیشہ کرنا بر سبیل
علی سبیل العبادۃ فسنن الھدیٰ	عبادت ہو تو وہ سنت ہدیٰ ہے اور
وان کانت علی سبیل العادۃ	اگر وہ فعل بر سبیل عادت ہو تو سنت زائدہ
فسنن الزوائد کلبس الثیاب	ہے۔ جیسے داہنے ہاتھ سے لباس پہننا
بالیمین والا کل بالیمین	داہنے ہاتھ سے کھانا اور داہنا پاؤں

لہ لباس پہننے میں داہنے جانب سے شروع کرنا، مثلاً قمیص اور کوٹ کی داہنی آستین پہلے پہننا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتقديم الرجل اليمين في الدخول ونحو ذالك۔

پہلے (مسجد) میں داخل کرنا و غیر ذالک۔

بحر الرائق میں ہے۔

السنة ما واظب عليه النبي صلى الله عليه وسلم لكن ان كانت مع الترك فهي دليل السنة المؤكدة۔

سنت وہ ہے جس کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ کیا ہو لیکن کبھی کبھی ترک بھی کر دیا ہو پس یہ دلیل سنت مؤکدہ کی ہے۔

اشعۃ اللمعات میں ہے۔

السنة المؤكدة هي طريقة المسلوكة في الدين من غير الوجوب والافتراض نعني بالطريقة المسلوكة ما واظب عليه النبي صلى الله عليه وسلم ولم يترك الا نادراً

سنت مؤکدہ دین میں طریقہ مسلوکہ ہے جو نہ واجب ہو اور نہ فرض۔ طریقہ مسلوکہ سے ہماری مراد یہ ہے کہ جس فعل کو نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ کیا ہو مگر کبھی کبھی ترک بھی کر دیا ہو۔

شامی جلد اوّل کے صفحہ ۷۰ کے حاشیہ پر ہے۔

ان كان مما واظب عليه الرسول صلى الله عليه وسلم والخلفاء الراشدون من بعده

اگر کسی فعل کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیشہ کیا ہو اور خلفاء راشدینؓ نے بھی آپ کے بعد اس پر عمل کیا ہو تو،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فسنّةٌ وَاِلّا فمندوب ونفل و	سُنّت ہے ورنہ مندوب اور نفل ہے
السنّة نوعان سُنّةُ الھدیٰ	سنت دو قسم کی ہے، ایک سنت ہدیٰ
وترکھا یوجب اسادۃ وکراھیۃ	جس کا چھوڑنا بہت بُرا اور ناپسندیدہ
کالجماعۃ والاذان والاقامۃ	ہے۔ جیسا کہ اذان، اقامت، وغیرہ۔ دوسری
ونحوھا وسنۃ الزوائد وترکھا	سنت زائدہ ہے جس کے ترک کرنے میں
لایوجب ذالك کسیر النبیّ	کوئی برائی اور کراہیت نہیں۔ جیسا
صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فی لباسہ	کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لباس
وقیامہ وقعودہ[1]	قیام، قعود میں عادت شریفہ تھی۔

اس سے ثابت ہوا کہ سنت ہدیٰ (سنت موکدہ) کے لیے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کسی امر پر مواظبت کرنا اور کبھی کبھی ترک کر دینا شرط ہے۔ بعد میں صحابہ اور خصوصاً خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس کو ہمیشہ کرتے رہنا بھی سُنّت مؤکدہ ہونے کی دلیل ہے۔ اور جس فعل پر حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے ہمیشہ عمل نہیں کیا بلکہ اکثر ترک فرمایا اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی کبھی کبھی اس پر عمل کیا تو وہ مستحب، مندوب، تطوّع یا نفل ہوگا۔ جس کے کرنے سے ثواب کی اُمید ہے اور ترک کرنے میں کوئی عتاب نہیں جیسا کہ کتب اصول فقہ میں اس کی صراحت موجود ہے۔

الرابع النفل (وحکمہٗ انہ) مما یُثاب المرءُ علیٰ فعلہ ولا یعاقب علیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترکہ۔ (نور الانوار وحسامی) چوتھی قسم نفل ہے (اور حکم اس کا یہ ہے) کہ اس کے کرنے سے آدمی کو ثواب دیا جاتا ہے۔ اور اس کے ترک کرنے سے عتاب نہیں کیا جاتا۔

مباح کا درجہ مستحب اور نفل سے بھی کمتر ہے۔ اس پر عمل کرنے سے کوئی شخص ثواب کا مستحق نہیں ہوتا اور نہ اس کا تارک کسی ملامت وعتاب کا مستوجب قرار دیا جاتا ہے۔ اس پر عمل کرنا یا نہ کرنا دونوں برابر ہیں۔ کسی جانب کو ترجیح نہیں جیسا کہ کتب فقہ میں تصریح موجود ہے۔

المباح ما خیر المکلف بین فعلہ و ترکہ من غیر استحقاق ثواب وعقاب (جوہرہ نیرہ) مباح وہ ہے جس میں مکلف کو کرنے اور نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہو۔ لیکن وہ کسی ثواب یا عقاب کا مستحق نہ ٹھیرایا جائے گا۔

اب بدعت کا حال سنئے۔ بدعت لغت میں اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کی ایجاد واختراع کی پہلے کوئی مثال موجود نہ ہو۔ جیسا کہ ابن حجر مکی نے شرح اربعین للنووی میں لکھا ہے۔

البدعۃ لغۃً ما کان مخترعا علی غیر مثال سابق ومنہ بَدِيعُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ای موجدھما علی غیر مثال سابق۔	بدعت لغت میں اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کے ایجاد واختراع کی پہلے مثال موجود نہ ہو جیسے بدیع السماوات والارض یعنی از سر نو آسمان وزمین بنانے والا جن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مثال پہلے موجود نہ تھی۔

اور وہ جو شیخ ابن اثیر جزری نے نہایہ میں لکھا ہے۔

لبدعة بدعتان بدعة هدی و بدعة ضلالة۔ بدعت کی دو قسمیں ہیں، بدعت ہدیٰ اور بدعتِ ضلالت۔

اس میں بدعت ہدیٰ سے مراد سنت و مستحب ہی ہے جس کا وجود قرون مشہود لہا بالخیر میں قرآن کریم اور سنت کی روشنی میں تسلیم کر لیا گیا ہو بشرطیکہ وہ کسی نص اور حدیث کے مخالف نہ ہو۔ جس کو حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علیکمْ بسنّتي وسنة خلفاء الراشدین المهدیّین سے واضح کر دیا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قرآن مجید کو جمع کرنے کے لئے حکم دینا اور حضرت زید کا قرآنِ کریم کو لکھنا، تراویح کا باجماعت اور عدد معیّن میں ادا کرنا جس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نعمت البدعۃ کہا تھا اور حضرت عثمانؓ کے عہد میں جمعہ کے روز پہلی اذان کا زیادہ کیا جانا وغیر ذالک۔ لیکن بدعت ضلالت جس کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کُلُّ بدعۃٍ ضلالۃٌ سے تعبیر کیا اور مردود کہا ہے وہ بدعت شرعیہ ہے۔ کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالےٰ کے رسول ہیں اور آپ کا بیان امر شریعت کے لیے خاص ہے۔ اس لیے عند الاطلاق بدعت شرعیہ مراد ہوگی۔ جس کو ضلالت فرمایا گیا

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور جس کے متعلق ابن حجر مکیؒ نے یہ بیان دیا ہے۔

وشرعًا ما احدث علی خلاف امر الشارع۔ اور شریعت میں بدعت وہ ہے جو شارع کے امر کے خلاف ہو۔

صاحب بحر الرائق نے لکھا ہے۔

البدعة ما أحدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من علم وعمل او حال بنوع شبهة واستحسان وجعله دینًا قویمًا وصراطًا مستقیمًا۔	بدعت وہ ہے جو ایسے حق کے خلاف ہو جس کی تلقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہو چکا ہے وہ عقیدہ ہو یا عمل ہو یا حال ہو جس میں کوئی شبہ کار گر ہو اور اس کو مستحسن قرار دے دیا گیا ہو۔ اور اس کو دین قویم اور صراط مستقیم یقین کر لیا جائے۔

اسی طرح حدیث نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو ردٌّ کے تحت مرقاۃ علی المشکوٰۃ میں مُلا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فهو ردٌّ ای الذی احدثه مردود علیه والمعنی ان من احدث فی امر الاسلام رأیًا	پس وہ رد ہے۔ یعنی جو نیا کام نکالے وہ مردود ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ جو شخص امر اسلام میں کوئی نئی رائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لم یکن له من الکتاب او السنة سندٌ ظاهرٌ اوخفی، ملفوظا او مستنبط فهو مردود علیه اقول فی وصف هذا الامر بهذا اشارة الی ان امر الاسلام کمل واشتهر فمن رام الزیادة علیه حاول امراً غیر مرضیّ	پیدا کرے جس کی کتاب یا سنت سے سند ظاہر، خفی، ملفوظ یا مستنبط نہ ہو تو وہ چیز مردود ہے۔ میں کہتا ہوں اس امر کی تعریف میں اس طرف اشارہ ہے کہ امر اسلام مکمل اور مشہور ہو چکا ہے۔ پس جو شخص اس میں زیادتی چاہیگا اس نے ناپسندیدہ چیز کو اختیار کیا۔

ان عبارتوں سے امور ذیل ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) جو چیز حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امر کے خلاف ہو وہ بدعت ہے

(۲) جس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہو چاہے وہ عقیدہ کی بات ہو یا عمل کی یا حال ہو جس میں کوئی شبہ کارگر ہو اور اس کو مستحسن قرار دے دیا گیا ہو۔ وہ بدعت ہے۔

(۳) جس کا وجود خیر القرون میں نہ پایا گیا ہو اور اس کی سند کتاب وسنت سے ظاہر، خفی یا ملفوظ و مستنبط نہ ہو وہ مردود ہے۔

(۴) پھر ایسے امر محدث کو دین اسلام اور صراط مستقیم اعتقاد کر لیا جائے یعنی فرض، واجب، سنت یا مستحب قرار دے لیا جائے۔

ان امور سے یہ ثابت ہوا کہ شریعت میں بدعت اس کو کہا جاتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت نہ ہو۔ صحابہ، تابعین وتبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قرون مشہود لہا بالخیر میں اس کا وجود نہ پایا جائے یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امر کے خلاف ہو اور صحابہ و تابعین و اتباع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اس پر تعامل نہ ہو پھر ایسے امر کو شریعت کا کوئی جزو قرار دے لیا جائے۔ اس کے عامل کو مُصیب اور اس کے تارک پر لعن طعن کیا جائے۔ تو ایسا کام یقیناً زیادت فی الدین، بدعت یا مُحدَث کہلائے گا، جو حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق مردود و ضلالت ہوگا۔ اس کو جاری کرنے والا اور اس پر عمل کرنے والا بدعتی کہلائے گا ایسے بدعتی کی عزت و توقیر کرنے والا ہادم اسلام قرار پائے گا۔ کیونکہ بدعت کو جاری کرنے والا حقیقت میں اسلام کو نامکمل سمجھتے ہوئے خود شارع بن بیٹھا ہے۔ شریعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں ایک نئی شریعت کی بنیاد رکھتا ہے یہ خدا اور اس کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محاربہ نہیں تو اور کیا ہے؟ (العیاذ باللہ) آج تو مبتدعین کی آنکھیں بدعت نے خیرہ کر دی ہیں مگر کل حقیقت عیاں ہو جائے گی۔ ؎

بوقتِ صبح شود ہمچو روز معلومت
کہ باکہ باختۂ عشق در شب دیجور

یہ بدعت و محدث کا حال ہے جس کا مردود ہونا ثابت و مسلّم ہے۔ رہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستحب امر تو اس کے متعلق اتنا سمجھ لینا چاہیئے کہ اس پر عمل کرنے سے ثواب ملتا ہے اس کے ترک کرنے سے کسی قسم کا عتاب و عذاب نہیں ہوتا۔ بلکہ کبھی کبھی اس کو ترک کر دینا بھی مستحب اور کار ثواب ہے تاکہ لوگوں کے دلوں میں اس کے وجوب کا اعتقاد نہ پیدا ہو جائے اور جہاں اس کے وجوب کا اعتقاد لوگوں کے دلوں میں راسخ ہو چکا ہو وہاں اس کا چھوڑ دینا نہایت ضروری ہے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر ایک کام میں تیامن یعنی دائیں جانب کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود اگر کوئی شخص نماز کے بعد دائیں جانب پھرنے کو ضروری اور واجب اعتقاد کرے تو وہ گنہگار ہو جائے گا۔ جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

لا یجعل احدکم للشیطان شیئا من صلوٰتہ یری ان حقا علیہ ان لا ینصرف الا عن یمینہ لقد رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ کثیرا ینصرف عن یسارہ۔	تم میں سے کوئی شخص شیطان کے لیے اپنی نماز سے کچھ حصہ نہ بنائے۔ اس طرح سے کہ وہ حق اور واجب سمجھ لے کہ وہ نہیں پھرے گا مگر دائیں جانب کو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر دیکھا ہے کہ وہ بائیں جانب کو بھی پھر جاتے تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی مشکوٰۃ میں علامہ طیبی اور علامہ سید شریف فرماتے ہیں۔

ان من اصر علی مندوب وجعلہ عزما ولم یعمل بالرخصۃ فقد اصاب منہ الشیطان فکیف من اصر علی بدعۃ و منکر (انتہیٰ)	یقیناً جو شخص مستحب امر پر اصرار کرتا ہے اور اس کو نہایت عزم سے لازم کر لیتا ہے اور رخصت پر عمل نہیں کرتا تو تحقیق اس نے شیطان سے حصہ پایا۔ پس جو بدعت ومنکر پر اصرار کرے اس کا کیا حال!

اِس سے معلوم ہُوا کہ مستحب امر کو اصرار کے ساتھ ضروری سمجھ کر کرنا اور رخصت پر عمل نہ کرنا اور نہ کسی اور کو اس کی اجازت دینا اور جو شخص اس مستحب پر عمل نہ کرے۔ (یعنی حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق رخصت پر عمل کرلے) اس پر لعنت و ملامت کرنا صریحاً گناہ ہے اور حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے فرمان سے سرتابی ہے۔ کیونکہ جس کام کو حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چھوڑنے کی اجازت دی ہے اس کو یہ خود سر آدمی نہ خود کبھی چھوڑتا ہے نہ کسی کو چھوڑنے کی اجازت دیتا ہے۔ بلکہ چھوڑنے والے کو بُرا بھلا کہتا ہے۔ یہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت واطاعت نہیں بلکہ ان کے ساتھ عداوت ومخالفت ہے۔ اَعَاذَنَا اللہُ!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے بڑھ کر اس شخص کا حال دیکھئے۔ جو صرف مباح امر کو جس پر عمل کرنے سے ثواب کی امید بھی نہیں اور اس کے ترک کرنے سے کوئی عتاب وملامت بھی نہیں اس کو یا چند مکروہات ومنکرات کو دین اسلام میں شامل کر لیتا ہے۔ ان کو فرض، واجب یا سنت ومستحب قرار دے کر ان پر عمل کرنے کو کار ثواب سمجھتا ہے۔ دوسرے لوگوں کو اصرار کے ساتھ عمل پیرا ہونے کی ترغیب دیتا ہے اور جو شخص اس امر کو مضبوط دلائل کے پیش نظر مستحب نہ ملنے نہ اس پر عمل کرے اس کو مفتری، کذّاب اور بے دین کہتا ہے۔ ایسے شخص کے فاسق، گنہگار اور بدعتی ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلّم کی مخالفت اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتی ہے؟ دیکھئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ○ (پارہ ۵۔ رکوع ۱۴)	اور جو کوئی بر خلافی کرے رسول ؐ کی پیچھے اس کے کہ ظاہر ہوئی واسطے اس کے ہدایت اور پیروی کرے سوائے راہ مسلمانوں کے۔ متوجہ کریں گے ہم اس کو جدھر متوجہ ہوا ہے اور داخل کریں گے ہم اس کو دوزخ میں اور بری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جگہ ہے پھر جانے کی۔

اور کیا خوب کہا گیا ہے ؎

خلافِ پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اور دیکھئے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنت پر پابندی کرنے کی نہایت تاکید فرمائی ہے اور محدثات سے بچنے کی کس انداز میں تلقین فرمائی ہے۔

فانہ من یعش من بعدی فسیری اختلافاً کثیراً فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا بھا و عضوا علیھا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ (رواہ احمد وابوداؤد و الترمذی وابن ماجہ)

پس تحقیق میرے بعد جو زندہ رہا وہ بہت اختلاف دیکھے گا پس تمہیں چاہیئے کہ میری سنت کو اور خلفاء راشدین محدثین کی سنت کو لازم جانو اور اس کو ڈاڑھوں سے خوب مضبوط پکڑے رکھو اور نئے نئے کاموں سے بچتے رہو کیونکہ ہر ایک محدث بدعت ہے اور ہر ایک بدعت ضلالت وگمراہی ہے۔

اس کے بعد نماز جنازہ کے پڑھ چکنے کے بعد متصلاً بیٹھ کر یا کھڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کر دعاء مانگنے پر سیر حاصل بحث کی جائیگی کہ آیا یہ دعا حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قولاً فعلاً یا تقریراً ثابت ہے یا نہیں؟ پھر صحابہ، تابعین، تبع تابعین رضی اللہ عنہم کا اس پر تعامل رہا ہے یا نہیں؟ اور جو لوگ اس دعا کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہؓ سے روایتاً ثابت کرتے ہیں ان کا استدلال کہاں تک درست ہے۔ اور علماءِ مجتہدین اور فقہائے احناف ؒ نے اس دعا کے بارے میں کیا فیصلہ صادر فرمایا ہے؟ اس سارے مضمون کو بنظرِ انصاف پڑھیئے اور حقیقت کو باطل کے گرد و غبار سے پاک و صاف کرکے خالص سنت پر عمل پیرا ہونے کی کوشش فرمایئے جو لوگ ادلّہِ شرعیہ کی پرواہ نہ کرتے ہوئے خود اجتہاد کرنے بیٹھ گئے ہیں اور اپنی غلط تاویلوں سے اس دعا کو یا اس قسم کے اور محدثات و منکرات کو ثابت کرکے گمراہ کر رہے ہیں۔ آیات قرآن کریم اور احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کو موڑ توڑ کر یا موضوع و متروک آثار کو پیش کرکے اپنا مدعا ثابت کرتے ہیں ان کی تقلید کا دامن چھوڑ دیجیئے۔ ورنہ تھوڑے ثواب کی امید میں آخرت کے ابدی عذاب میں گرفتار ہونا پڑے گا۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

احقر العباد حکیم سیّد عزیز علی ثابت بخاری حنفی، مقام کھیکے۔ ڈاکخانہ خاص۔ ضلع گوجرانوالہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دُعا بعد نماز جنازہ

اکثر دیہات میں بلکہ بعض شہروں میں بھی یہ رواج پایا جاتا ہے۔ کہ نماز جنازہ کے بعد سلام پھیرتے ہی بیٹھ کر اور بعض علاقوں میں کھڑے ہو کر دعا مانگتے ہیں۔ جس کا احادیث صحیحہ اور کتب فقہ معتبرہ میں کہیں ثبوت نہیں ملتا۔ جب ثبوت نہیں تو یہ دعا نہ سنت ہو گی نہ مستحب کہلائے گی۔ جو لوگ اس دعا کو سنت یا مستحب قرار دیتے ہیں ان سے دریافت کیا جائے تو وہ یہ ثبوت پیش کرتے ہیں کہ چونکہ اس دعا پر عام مسلمانوں کا عمل ہے اور اس پر اجماع امت قائم ہو چکا ہے۔ کیونکہ جس چیز کو عام مسلمان پسند کرتے ہوں وہ اس حدیث کے رو سے مستحب ہو گی۔ ما راٰہ المسلمون حسنًا فھو عند اللہ حسنٌ۔ جس چیز کو مسلمان بہتر سمجھتے ہوں۔ وہ اللہ کے ہاں بھی بہتر ہے۔

حالانکہ اصول فقہ کی رو سے عوام کا قول یا فعل حجت کے قابل نہیں ہوتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ شریعت کے مسائل و احکام میں ان کی بات کا کوئی اعتبار کیا جا سکتا ہے۔

والمعتبر فی ھٰذا الباب اجماع اھل الرائے والاجتہاد فلا یعتبر بقول العوام والمتکلم والمحدث الذی لا بصیرۃ لہٗ فی اصول الفقہ۔

(اصول شاشی)

معتبر اس باب میں اہل الرائے اور مجتہدین کا اجماع ہے۔ عوام، متکلم اور محدث کے قول کا بھی یہاں کوئی اعتبار نہیں کیا جاتا۔ جن کو اصول فقہ میں کوئی بصیرت حاصل نہ ہو۔

جب متکلم اور محدث جن کو اصول فقہ میں بصیرت نہیں ان کا اس باب میں چنداں اعتبار نہیں کیا جا سکتا تو عوام کالانعام کا اجتہاد و اجماع کیسے معتبر ہو سکتا ہے۔ اگر عوام کے اجماع و اجتہاد پر شریعت کے مسائل و احکام کی بنیاد رکھدی جائے تو بیمہ لاٹری، تصویر سازی و تصویر فروشی، سینما، تھیٹر، راگ رنگ اور دیگر کئی قسم کے تماشے سب جائز ہو جائیں گے جن کو عوام بڑے شوق و محبت سے دیکھتے ہیں اور پسند کرتے ہیں۔ بلکہ بعض لوگ تو آج کل ان چیزوں کو جائز سمجھتے ہوئے دوسرے لوگوں کو بھی ایسی چیزوں میں شامل کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہے ہیں اگر اعتبار نہ ہو تو ذرا بیمہ کمپنیوں کے ایجنٹوں یا سینماؤں اور تھیٹروں کے مینجروں سے مل کر حالات معلوم کر لیجیے، بلیکوں کا حساب ملاحظہ فرما لیجیے۔ عام مسلمانوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کالین دین سود پر چل رہا ہے۔ کوئی تجارت کوئی فرم سود سے آزاد نظر نہیں آتی۔ پھر ان حالات کے پیش نظر عوام کا کسی بات پر اجماع کر جانا کیسے اعتبار کے لائق ہو سکتا ہے یا عوام کے اجتہاد پر مسائل شرعیہ کے ثبوت کا کس طرح دارو مدار رکھا جا سکتا ہے۔ یقین جانیئے کہ اس حدیث میں بھی مسلمون سے صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور ائمہ مجتہدینؒ ہی مراد ہیں نہ کہ عوام جن کو اصول فقہ سے واقفیت ہی نہیں۔ اور صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعین رحؒ، ائمہ مجتہدین اور علماءِ متقدمین و متاخرین کا آج تک کسی زمانے میں بھی نماز جنازہ کے بعد دعا، واستغفار کرنے پر اجماع و اتفاق نہیں ہوا اور نہ اس کا ثبوت کہیں موجود ہے۔ اور اجماع ثابت بھی کیسے ہو جب کہ اس کا وجود ہی نہیں ہے اس کے برعکس دعا بعد نماز جنازہ کے غیر ثابت، ناجائز اور مکروہ و زیادت فرمانے میں ہر زمانے میں فقہائے احنافؒ نے ضرور اتفاق و اجماع فرمایا ہے جس کا تفصیلی ذکر کتب فقہ معتبرہ کی تصریحات سے اگلے صفحات میں کر دیا جائے گا۔ اور یہ جو مسلمون کے لفظ سے عوام مراد لیا جاتا ہے اور پھر عوام کے اجماع کو حجتِ شرعیہ قرار دے کر دعا بعد نماز جنازہ کو ثابت و جائز کیا جاتا ہے یہ محض دھوکہ ہے۔ جس سے عام مسلمانوں کو گمراہی کے ہیبتناک گڑھے میں دھکیلا جا رہا ہے ؎

"ببیں تفاوت رہ از کجاست تابکجا"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مختصر کتاب کے پہلے حصہ میں دعا بعد نماز جنازہ کے عدم ثبوت کے متعلق دلائل وشواہد بیان کر دیے جائیں اور کتب فقہ سے وہ تصریحات جو فقہائے احناف نے اس دعا کے عدم جواز پر ارشاد فرمائی ہیں ان کا مفصل ذکر کر دیا جائے تاکہ مسئلہ کی حقیقت پوری طرح کھل جائے اور سادہ لوح مسلمانوں کے دلوں میں جو شکوک وشبہات اس دعا کے متعلق پیدا ہو چکے ہیں وہ بالکل دور ہو جائیں ساتھ ہی انہیں یہ یقین بھی ہو جائے کہ فقہائے احناف نے اس دعا کو نہایت واضح اور صریح الفاظ میں ناجائز، مکروہ اور زیادت علی صلوٰۃ الجنازہ فرمایا ہے۔

دوسرے حصہ میں ان علماء کرام کے فتوے درج کر دیے جائیں جنہوں نے اس دعا کو فقہ حنفیہ کی رو سے ناجائز، مکروہ یا بدعت قرار دیا ہے اور یہ فرمایا کہ اس کا صدر اول (زمانہ مشہود لہٗ بالخیر) میں کوئی ثبوت نہیں ملتا نہ علمائے متقدمین اور متاخرین نے اس کے جواز کا کوئی فتویٰ دیا ہے۔

تیسرے حصے میں بریلوی مولوی صاحبان کی طرف سے دعا بعد نماز جنازہ کے جواز پر جو دلائل پیش کیے جاتے ہیں ان کا ذکر کر دیا جائے گا۔ اور وہ احادیث اور اقوال بھی درج کر دیئے جائیں گے۔ جن سے وہ اس دعا کو جائز و مستحب ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں۔ پھر ان کے پیش کردہ دلائل کا جواب اور ان کی پیش کردہ روایات کا صحیح محمل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مفہوم پیش کر دیا جائے گا۔ جس سے صاف اور بیّن طور پر یہ معلوم ہو سکے گا کہ ان لوگوں نے ان روایات و آثار کا مفہوم اور مطلب بیان کرنے میں دیانت داری سے کام نہیں لیا۔ بلکہ اصل مسئلہ کو نہایت ہی رکیک تاویلات سے بڑی حد تک چھپانے کی کوشش کی ہے۔ جس سے عوام کے عقائد میں اور زیادہ خرابی یہ پیدا ہوگئی کہ وہ اس دعا بعد نماز جنازہ کو وجوب کے درجے میں اعتقاد کرتے ہوئے نہایت اصرار کے ساتھ اس پر عمل کرنے لگے اور جس نے اس دعا کے ناجائز ہونے کی وجہ سے انکار کیا اور اس کے مانگنے سے گریز کیا اس کو ان لوگوں نے نہایت بری طرح طعن و ملامت کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ لوگ اس کو ترک واجب کے گناہ سے بھی بڑا گناہ خیال کرتے ہیں۔

خاتمہ میں دفن میت کے بعد قبر پر دعا و استغفار کرنے کا ثبوت قرآن کریم حدیث شریف اور آثار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور کتب فقہ معتبرہ سے پیش کر دیا جائے گا کہ عامۃ المسلمین اس غیر ثابت اور ناجائز و مکروہ دعا کو (جو نماز جنازہ کے بعد مانگی جاتی ہے) بالکل چھوڑ دیں اور اس کی بجائے ثابت اور جائز و مستحب دعا (جو دفن میت کے بعد قبر پر مانگی جاتی ہے) اسی پر اکتفا کر لیا کریں۔ اس طریقہ سے ان کو دوگنا ثواب حاصل ہو جائے گا۔ ایک ترک بدعت کا کیونکہ بدعت کو چھوڑ دینا بھی سنت ہے دوسرا سنت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر عمل پیرا ہونے کا ؎

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ ۝ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ عَلَیْہِ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

بندہ ناچیز:۔ حکیم سیّد عزیز علی شاہ ثابت بخاری

الراجی رحمۃ ربہ الباری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصّہ اوّل

دعا بعد نماز جنازہ کے عدم جواز پر فقہاء کرام کی تصریحات

نمازہ جنازہ حقیقت میں دعا ہے اور میت کے لیے استغفار ہے۔ اس کے بعد کوئی اور دعا مسنون نہیں نہ اس کا ثبوت قرونِ ثلاثہ میں پایا جاتا ہے جیسا کہ ہدایہ باب الجنائز میں لکھا ہے :-

والاتیان بالدعوات استغفار للمیّت والبداءة بالثناء ثم بالصلوٰة سنة الدعاء۔	دعاؤں کا ادا کرنا میت کیلیے استغفار ہے اور ثناء سے شروع کرنا اور درود شریف پڑھنا دعا کے لیے سنت طریقہ ہے۔

نماز جنازہ میں دوسری نمازوں کی طرح تمام شرائط وارکان نہیں پائے جاتے اس لیے اس کو دوسری نمازوں پر کلیۃً قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ اس کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری دعاؤں کی نظیر ہی قرار دیا جائے گا جیسا کہ شمس الائمہ سرخسی نے اپنی کتاب مبسوط جلد دوم کے صہ ۵۸ پر شہید پر نماز جنازہ پڑھنے کے بارے میں ایک روایت نقل فرمائی ہے۔

قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم السیف محاء الذنوب والصلوٰۃ علیہ شفاعۃ لہ ودعاءٌ۔ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے اور (شہید) پر نماز جنازہ پڑھنا اس کے لیے شفاعت اور دعا ہے۔

جس سے ثابت ہوا کہ نماز جنازہ دراصل دعا ہے۔ اس لیے اس کو دعا کی نظیر قرار دینا قیاس میں معتبر ہے۔ جیسا کہ صاحب ہدایہ نے باب الجنائز میں ایک مسئلہ کے جواز میں لکھا ہے۔

اَجْزَاھُمْ فی القیاس لانہا دُعاءٌ قیاس میں ان کو کافی ہے کیونکہ یہ دعا ہی تو ہے۔

عنایہ میں ہدایہ کے اس قول اَنْ تبیان بالدعوات استغفارٌ للمیّت کے نیچے لکھا ہے۔

اشارۃ الی ان المقصود ھو الدعاءُ (حاشیہ فتح القدیر جلد ۲ صہ ۸۰)

اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اصل مقصود دعا للمیت ہے۔

مبسوط شمس الائمہ سرخسی جلد دوم صہ ۶۴ پر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والمقصود بالصلوٰة على الجنازة استغفار للميّت والشفاعة له فلهذا يأتي به ويذكر الدعاء المعروف اللّٰهم اغفر لحيّنا وميّتنا	نماز جنازہ سے مقصود میت کے لیے استغفار اور اس کی شفاعت ہے لہذا دعا میں مشہور دعا اللّٰھم اغفر لحیّنا ومیّتنا آخر تک پڑھنی چاہیئے۔

آگے چل کر شمس الائمہ سرخسی اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔

لان هذه ليست بصلوٰة على الحقيقة انما هي دعاء و استغفار للميّت واشتراط الطهارة واستقبال القبلة فيها لا يدل انها صلوٰة حقيقة۔	کیونکہ یہ حقیقت میں نماز نہیں ہے بلکہ محض میت کے لیے دعا واستغفار ہے۔ اور وضو کا شرط ہونا اور قبلہ کی طرف منہ کرنا اس میں یہ دلالت نہیں کرتا کہ وہ حقیقت میں نماز ہے۔

کتب فقہ کی ان عبارتوں سے یہ بات اچھی طرح سے واضح ہوگئی کہ نماز جنازہ سے اصل مقصود دعا و استغفار میت ہے۔ دوسری نمازوں کی طرح اس میں اذان واقامت نہیں ہے، تعوذ، تسمیہ، قرأت قرآن نہیں ہے، قومہ، جلسہ، قعود نہیں، تسبیح وتحمید نہیں، نہ اس میں رکوع ہے نہ سجود، اور التحیات اور تشہد بھی نہیں۔ پھر اس میں اوقات مکروہہ کے علاوہ کسی خاص وقت کی پابندی نہیں۔ صرف وضو کر کے قبلہ رو کھڑے ہو کر چار تکبیریں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھی جاتی ہیں۔ جیس کا سنت طریقہ کتب فقہ میں اس طرح لکھا ہے۔

والصلوٰۃ ان یکبر تکبیرۃ	نماز جنازہ یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد
یحمد اللہ عقیبہا ثم یکبر	اللہ کی ثنا پڑھے پھر دوسری تکبیر کے
تکبیرۃ یصلی علی النبی صلی	بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود
اللہ علیہ وسلم ثم یکبر تکبیرۃ	پڑھے پھر تیسری تکبیر کے بعد اپنے لیے
یدعو فیہا لنفسہ وللمیت	اور میت اور دیگر مسلمانوں کے
وللمسلمین ثم یکبر الرابعۃ	لیے دعا کرے پھر چوتھی تکبیر کے
ویسلم (ہدایہ ص۱۲۵ باب الجنائز)	بعد سلام پھیر دے۔

جس سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ در اصل میت کے لیے دعا مغفرت ہے۔ جس میں خدا کی ثنا اور حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پڑھنا سنت طریقہ ہے۔ اس طریق سے دعا کرنا بہت مقبول ہوتا ہے اس کے بعد کوئی اور دعا میت کے لیے جائز نہیں ہے۔ کیونکہ جس صورت میں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میت کے لیے استغفار و دعا کرنے کا طریقہ چار تکبیروں کے اندر کھڑے ہونے کی حالت میں مقرر فرما دیا ہے تو اب میت کے لیے کسی اور خود ساختہ طریقہ سے دعا کرنا جائز نہیں ہوگا اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتلائے ہوئے طریقہ سے دعا کرنے کی مخالفت ہو جائے گی اور اگر بعد نماز جنازہ کے کوئی اور دعا میت کے لیے کی جائے گی تو نماز جنازہ والی دعا کو لوگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناکافی خیال کرلیں گے۔ جس سے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت کو ناکافی اور نامکمل سمجھنے کا قوی شبہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی لیے فقہائے احناف ؒ نے دعا بعد نماز جنازہ کو زیادت اور مکروہ فرمایا ہے۔

نماز جنازہ کوئی ایسی چیز نہیں کہ جو چھپ کر اندرون خانہ پڑھی جاتی ہو۔ یہ تو حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے لے کر آج تک کھلے میدانوں میں پڑھی جاتی رہی۔ اکثر لوگ نماز جنازہ میں شریک ہوتے رہے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود کئی جنازوں پہ نماز ادا فرمائی۔ آپ کے ساتھ بیشمار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شریک نماز ہوتے رہے، صحابہ ؓ پر صحابہ ؓ و تابعین ؒ نے اور تابعین ؒ پر تابعین ؒ و تبع تابعین ؒ نے جنازہ کی نمازیں پڑھیں۔ ایسی صورت میں بعد نماز جنازہ کے دعا و استغفار کی شہادت کئی طرق سے احادیث صحیحہ میں ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن ظاہر ہے کہ نماز جنازہ کو کثرت سے کھلے میدانوں میں جماعت کے ساتھ پڑھنے کے باوجود اس کا ثبوت کہیں نہیں ملتا۔ اور نہ ائمہ مجتہدین ؒ نے اس کی کہیں صراحت فرمائی ہے۔ ایسی صورت میں اس دعا کو سنت و مستحب قرار دے کر اس پر اصرار کرنا ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا۔

قرآن حکیم، احادیث اور آثار کو جاننے والے فقہائے عظام ؒ نے اس دعا کو جائز نہیں کہا، بلکہ انہوں نے کتاب و سنت کی روشنی میں اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز جنازہ کے بعد کی دعا کو صاف طور پر ناجائز اور مکروہ فرمایا ہے۔ آپ فقہ کی کتابوں کو اٹھا کر دیکھئے اور تعصب کو دور کر کے انصاف کی نظر سے فقہائے احناف رحمۃ اللہ علیہم کی تصریحات کو ملاحظہ فرماتے جایئے آپ کو صراط مستقیم مل جائے گا۔

پہلا ثبوت۔ کنز الدقائق میں نماز جنازہ کی ترکیب میں لکھا ہے

وھی اربع تکبیرات بثناء بعد الاولی وصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد الثانیۃ ودعاء بعد الثالثۃ۔ اور جنازہ کی چار تکبیریں ہیں۔ پہلی تکبیر کے بعد ثناء دوسری تکبیر کے بعد حضور اکرم علیہ السلام پر درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد دعا ہو۔

دعاء بعد الثالثہ کے بعد بحر الرائق جلد دوم صفحہ ۱۸۳ پر لکھا ہے۔

وقید بقولہ بعد الثالثۃ لانہ لا یدعو بعد التسلیم (کمافی الخلاصۃ) اور مقید کیا اس کو ساتھ قول بعد الثالثۃ کے کیونکہ بعد سلام کے کوئی اور دعا نہ مانگے۔ (جیسا کہ خلاصہ میں ہے)

دوسرا ثبوت: طاہر بن محمد عبد الرشید البخاریؒ نے خلاصۃ الفتاویٰ کے صفحہ ۲۲۵ پر لکھا ہے۔

ولا یقوم بالدعاء بعد صلوٰۃ الجنازۃ۔ نماز جنازہ سے فراغت کے بعد کوئی دعا نہ مانگے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا ثبوت:۔ خلاصۃ الفتاویٰ کے ص۲۲۵ پر دوسری جگہ لکھا ہے۔

ولا یقوم بالدعاء فی قرأۃ القراٰن لاھل المیّت بعد صلوٰۃ الجنازۃ و قبلھا۔ اور نہ دعا مانگی جائے اہل میت کے لیے قرآن پڑھ کر نہ بعد نماز جنازہ کے اور نہ پہلے اس کے۔

چوتھا ثبوت:۔ کتاب المسمی نفع المفتی والسائل (مولانا عبدالحی صاحبؒ) کے ص۱۶ پر لکھا ہے۔

بعد نماز جنازہ کے دعا کرنا مکروہ ہے۔

پانچواں ثبوت:۔ فتاویٰ سراجیہ کے باب الصلوٰۃ علی الجنازۃ میں ص۱۴۱ پر یہ عبارت ہے

اذا فرغ من الصلوٰۃ لا یقوم بالدّعاء جب فارغ ہو نماز جنازہ سے دعا نہ مانگے۔

چھٹا ثبوت:۔ مشکوٰۃ المصابیح کے باب الجنائز میں ص۱۴۷ پر مالک بن ہبیرہؓ سے روایت ہے۔

قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول ما من مسلم یموت فیصلی علیہ ثلاثۃ صفوف من المسلمین الا اوجب فکان	فرمایا انہوں نے میں نے سنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم سے فرماتے تھے کہ نہیں کوئی مسلمان مرتا کہ اس پر تین صفیں مسلمانوں کی نماز جنازہ پڑھ لیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالک اذا استقل الجنازۃ جزأہم ثلاثۃ صفوف لہذا الحدیث (رواہ ابو داؤد)

مگر اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت واجب کر دیتا ہے پس مالک جب اہل جنازہ کو کم دیکھتے تھے تو ان کی تین صفیں بنایا کرتے تھے اس حدیث نبوی پر عمل کرتے ہوئے۔

اس حدیث کے تحت حاشیہ مشکوٰۃ میں بحوالہ مرقاۃ مُلا علی قاری حنفی المتوفی ۱۰۱۴ھ کے لکھا ہے۔

ولا یدعو للمیت بعد صلوٰۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلوٰۃ الجنازۃ اور نہ دعا مانگے کوئی بعد نماز جنازہ کے کیونکہ یہ دُعا نماز جنازہ میں زیادت کے مشابہ ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب جنازے کی نماز میں شامل ہونے والے لوگ کم ہوتے تھے تو مالک بن ہبیرہؓ ان کی تین صفیں بنا لیا کرتے تھے تاکہ اس طریقہ سے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق اس میت کے لیے بھی جنت واجب ہو جائے۔ اس کی شرح یوں بیان کی گئی کہ یہ طریقہ اختیار کرنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز جنازہ کے بعد تو کوئی اور دعا نہیں ہے کیونکہ ایسی دعا نماز میں زیادت سے مشابہت رکھتی ہے۔

ساتواں ثبوت:۔ مظاہر حق شرح مشکوٰۃ المصابیح میں اسی حدیث مذکور الصدر کی شرح میں لکھا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جنازے کی نماز کے بعد کوئی دعا نہ مانگے۔ کیونکہ یہ نماز جنازہ میں زیادت کے مشابہ ہے۔"

آٹھواں ثبوت: شرح وقایہ برجندی باب الجنائز میں ہے۔

لا یقوم بالدعاء بعد صلوٰۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فیھا۔ کذا فی المحیط۔ نہ مانگے کوئی شخص دعا بعد نماز جنازہ کے کیونکہ وہ اس میں زیادت کے مشابہ ہے۔ ایسا ہی محیط میں ہے۔

نواں ثبوت: محیط میں باب الجنائز کے اندر امام ابوبکر بن حامدؒ سے روایت ہے۔

انّ الدعاء بعد صلوٰۃ الجنازۃ مکروہٌ۔ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنی یقیناً مکروہ ہے۔

دسواں ثبوت: قنیہ میں ابوبکرؒ بن حامدؒ والی روایت بھی درج ہے اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے۔

لا یقوم الرجل بالدعاء بعد صلوٰۃ الجنازۃ قال لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلوٰۃ الجنازۃ ناقلاً عن علاء السعدی وشرح السرخسی۔ نہ مانگے کوئی مرد دعا بعد نماز جنازہ کے۔ کہا اس نے کیونکہ وہ نماز جنازہ میں زیادتی کے مشابہ ہے۔ نقل کرتے ہوئے علاء السعدی اور شرح سرخسی سے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ

بہت ممکن ہے کہ کسی صاحب کو امام محمدؒ بن فضلؒ کے قول سے جو قنیہ میں نقل کیا گیا ہے۔ اس دعا کے جواز پر شبہ پیدا ہوا اور وہ لا باس بہ کے قول سے غلطی کھا جائے کہ وقال محمد بن الفضل لا باس بہ (ترجمہ) اور محمدؒ بن الفضلؒ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے تو اس کا جواب اولاً یہ ہے کہ جمہور فقہاء احنافؒ کے قول کے مقابلہ میں صرف ان کا قول کیسے حجت ہو سکتا ہے۔ ثانیاً کلمۂ لا باس بہ سے فقہاء کرامؒ کی اصطلاح میں کراہت تنزیہی مراد ہے۔ چنانچہ فتاویٰ سعدیہ کے صفحہ ۱۳۰ پر ہے۔ کہ "کلمۂ لا باس بہ۔ اکثر در کراہت تنزیہی مستعمل میشود یعنی کلمۂ لا باس بہ کا استعمال مکروہ تنزیہی پر کیا جاتا ہے شامی جلد اول صہ ۸۲ پر ہے۔ حاصل الجواب حمل الکراھۃ علی التنزیہ فلا تنافی قولہم لا باس بہ لان غالب استعمالہا فیما ترکہ اولیٰ (ترجمہ) حاصل جواب یہ ہے۔ کہ مکروہ تنزیہی پر محمول کرنے کو فقہاء کا قول لا باس بہ ہرگز منافی نہیں۔ کیونکہ اس کلمہ کا استعمال اکثر ان چیزوں میں ہوتا ہے۔ جن کا چھوڑ دینا بہتر ہے۔ دوسری جگہ شامی جلد اول کے صہ ۸۸ پر احکام المساجد میں لا باس

(باقی نوٹ صفحہ ۵۴ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیارہواں ثبوت:- قدوری کے صفحہ ۲۶ پر ثمّ یکبر تکبیرۃ رابعۃ ویسلم کے حاشیہ پر شرح وقایہ برجندی اور قنیہ کے حوالے سے دعا بعد نماز جنازہ کو مکروہ کہا گیا ہے۔

بارہواں ثبوت:- مالا بدمنہ کے ص۷۵ کی اس عبارت کہ "بعد تکبیر چہارم سلام گوید" کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ:-

بعد تکبیر چہارم سلام گوید و بعد آں ہیچ دعا نخواند۔ (چوتھی تکبیر کے بعد سلام

صفحہ ۵۳ کا بقیہ نوٹ

بنقشہ کے تحت لکھا ہے۔ قال فی النہایۃ لان لفظ لاباس دلیل علی ان المستحب غیرہ لان الباس الشدۃ (ترجمہ) "کہا نہایہ میں لفظ لاباس دلیل ہے اس بات کی کہ یقیناً یہ مستحب کے خلاف ہے کیونکہ باس شدت کو کہتے ہیں"۔ انتہٰی۔

پس کلمہ لاباس بہ سے بھی یہی ثابت ہوا کہ یہ دعا مکروہ تنزیہی ہے۔ جس کا چھوڑ دینا نہایت مستحسن اور مستحب ہے، فرق یہ نکلا کہ دوسرے فقہاء کرامؒ نے اس دعا کو مکروہ (تحریمی) کہا اور محمد بن فضل نے لاباس بہ فرما کر مکروہ تنزیہی ٹھیرا دیا ہے۔ اگر محمدؒ بن فضلؒ اس دعا کو سنت و مستحب سمجھتے یا ان کے نزدیک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کوئی روایت سنداً صحیح ثابت ہوتی تو صاف اور غیر مبہم الفاظ میں اس کا ذکر فرماتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہے اور اس کے بعد کوئی دعا نہ پڑھے۔

آگے چل کر اس حاشیہ میں لکھا ہے۔

بعد سلام برائے دعا ایستادن ہم نشاید بلکہ در حمل جنازہ مشغول شوند کذا فی

دُرِّ المختار۔ بعد سلام کے دعا کے لیے کھڑا نہ ہونا چاہیئے بلکہ جنازہ کے اٹھانے

میں مشغول ہونا چاہیئے ایسا ہی دُرِ مختار میں ہے۔

تیرہواں ثبوت:۔ فتاویٰ اسعدیہ کے ص ۱۲۰ پر مفتی سعد اللہ صاحب

المتوفی سنہ ۱۲۹۴ھ نے بعد نماز جنازہ کے دعا مانگنے کے متعلق فرمایا ہے۔

خالی از کراہت نیست زیرا کہ اکثر فقہاء بوجہ زیادہ بودن بر امر مسنون

منع مے کنند۔ یہ دعا کراہت سے خالی نہیں کیونکہ اکثر فقہاء کرام امر مسنون

سے زیادہ ہونے کی وجہ سے اس دعا سے منع کرتے ہیں۔

چودھواں ثبوت:۔ جامع الرموز میں ترکیب نماز جنازہ اور تسلیم

کے بعد یہ عبارت ہے۔

وَلَا یَقُوْمُ دَاعِیًا لَّهٗ (نماز جنازہ کے بعد) کوئی آدمی اس کے لیے

دعا نہ کرے۔

پندرھواں ثبوت:۔ زاد الآخرت کے صفحہ ۱۵۲ میں ہے۔

و بعد فراغ از نماز برائے خواندن دعا ناپسند۔ نماز جنازہ سے فراغت

کے بعد دعا کے لیے نہ ٹھہرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان سب دلائل فقیہہ سے صاف طور پر ثابت ہوگیا۔ کہ فقہاء کرامؒ نے اس کے سنت و مستحب ہونے کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ اس کو مکروہ و زیادت کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ بعد نماز جنازہ کے دفن میت میں جلدی کرنی چاہیئے۔ اور غیر معروف اور زائد کاموں میں مشغول ہو کر میت کے ضروری حقوق میں تاخیر کرنی ہرگز درست نہیں ہے۔ کیونکہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے اذا مات احدکم فلا تحبسوہ واسرعوا بہ الی قبرہ۔ (مشکوٰۃ شریف صـ۱۴۹)

سولھواں ثبوت:۔ دیکھئے کافی کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے۔

وان فرغوا فعلیھم ان یستخلف الجنازۃ الی ان ینتھوا الی القبر۔

اور جب نماز جنازہ سے فارغ ہو جائیں تو ان پر یہ حق ہے کہ جنازے کے پیچھے قبر تک پہنچ جائیں۔

سترھواں ثبوت:۔ اور صراط مستقیم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ بعد نماز جنازہ کے اس طرح لکھا ہے۔

چوں نماز بر میت گذارد بے باوے ہمراہ شدے و پیادہ پا بمدفن رفتے۔

جب حضور علیہ السلام میت پر نماز جنازہ ادا فرما لیتے تو آپ اس کے ہمراہ پیدل مدفن تک جاتے۔

ان عبارتوں سے صرف نماز جنازہ کے بعد جنازہ کو قبر تک پہنچانے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفن کرنے کا ثبوت ملتا ہے۔ دعا بعد نماز جنازہ میں شامل ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ نماز جنازہ کے بعد اہم کام تدفین کا ہوتا ہے اس لیے دفن میت میں تاخیر کرنی سنت کے خلاف اور رافع سنت ہوگی۔

اٹھارھواں ثبوت:۔ فتاویٰ سراجیہ جلد اول کتاب الجنائز صـ۹۲ میں ہے۔

وان لم یکبر مع الامام حتیٰ کبر الامام اربعاً کبر هو للافتتاح قبل ان یسلم الامام و یکبر ثلاثاً قبل ان یرفع الجنازة متتابعًا لا دعاء فیها فاذا رفعت الجنازة من الارض یقطع التکبیر۔	مسبوق نے اگر امام کے ساتھ تکبیر نہیں کہی یہاں تک کہ امام نے چار تکبیریں کہہ لیں تو وہ امام کے سلام پھیرنے سے قبل تکبیر افتتاح کہہ لے اور باقی تین تکبیریں جنازہ اٹھائے جانے سے پہلے بغیر دعا کے پے در پے کہے پھر جب جنازہ زمین پر سے اٹھالیا جائے تو تکبیر کو ختم کر دے۔

انیسواں ثبوت: مبسوط شمس الائمہ سرخسی جلد دوم صـ۶۹ پر ہے۔

اذا کبر الامام تکبیرة او تکبیرتین ثم جاء رجل فانه ینتظر حتیٰ یکبر معه فاذا سلم قضی ما بقی علیه قبل ان ترفع الجنازة فی قول ابی حنیفةؒ و محمدؒ۔ جب امام ایک یا دو تکبیریں کہہ چکا ہو اور کوئی آدمی آگیا تو یہ آدمی انتظار کرے یہاں تک کہ امام کے ساتھ تکبیر کہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس جب امام سلام پھیرے تو یہ آدمی جنازہ اٹھائے جانے سے پہلے ہی فوت شدہ تکبیریں کہہ لے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا یہی قول ہے

امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک مسبوق کو اپنی فوت شدہ تکبیروں کو امام کے سلام پھیرتے ہی پے در پے کہہ لینا چاہیئے۔ تاکہ وہ جنازہ اٹھائے جانے سے پہلے اپنی تکبیروں سے فارغ ہو سکے اس میں دعا وغیرہ پڑھنے کی بھی ضرورت نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنازہ کو نماز کے بعد فوراً اٹھا لینا چاہیئے مسبوق کی تکبیروں کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔ اور مسبوق کو بھی دعا وغیرہ میں لگ کر دیر نہیں کرنی چاہیئے تو اب نماز جنازہ کے بعد دعا کرنے کا شغل کیسے جائز اور درست ہو سکتا ہے؟

بیسواں ثبوت:۔ دُرّ المختار میں پہلی دوسری، تیسری تکبیر کا ذکر کرتے کے بعد آتا ہے۔

ویسلم بلا دعاءٍ بعد الرابعة بتسلیمتین ناویًا بہ المیّت مع القوم

بعد چوتھی تکبیر کے بغیر دعا کے دونوں طرف سلام پھیر دے۔ جس میں میت کی مع قوم کے نیّت رکھے۔

اکیسواں ثبوت:۔ نور الایضاح کے باب احکام الجنائز میں آتا ہے۔

ویسلم بعد الرابعة من غیر دعاءٍ فی ظاهر الروایة۔ اور سلام پھیرے بعد چوتھی تکبیر کے بغیر دعا کے یہی ظاہر روایت میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس سے معلوم ہوا کہ ظاہر روایت میں چوتھی تکبیر کے بعد سلام سے قبل یا سلام کے بعد کوئی اور دعا معہود نہیں ہے۔ اگر یہ دعا فقہائے احناف رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک جائز و مسلّم ہوتی تو ضرور اس کا کتب فقہ میں ذکر کر دیا جاتا ہر شخص قرآن کریم و احادیث سے قیاس و اجتہاد کر کے مسائل کو استنباط کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ اس کے لیے علم کثیر ہونے کے ساتھ تفقہ فی الدین کی بھی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ آج کل جو لوگ اس دعا کو اصول شرعیہ سے برکنارہ کر صرف اپنے قیاس فاسد سے جائز و مستحب قرار دیتے ہیں۔ وہ یقیناً غلطی میں مبتلا ہو چکے ہیں ان کی باتوں کا ہرگز اعتبار نہیں کرنا چاہیئے اور نہ ایسے لوگوں کی کورانہ تقلید سے فلاح و نجات ہی حاصل ہو سکتی ہے بلکہ یقین جانیئے کہ اس قسم کی تقلید میں دنیا و آخرت کا نقصان ہے۔ الحاصل نماز جنازہ خود دعا ہے۔ نماز جنازہ سے فارغ ہونے کے بعد میت کو قبر تک پہنچانے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیئے۔ فقہا احناف نماز جنازہ کے بعد دعا کو غیر ثابت اور مکروہ کہتے ہیں اور اس ترک دعا بعد از جنازہ کو ظاہر روایت سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ ظاہر روایت کو چھوڑ کر غیر ظاہر روایت کی تلاش کرنا جب کہ بحمد اللہ اس مسئلہ میں کوئی ایسی غیر ظاہر روایت بھی موجود نہیں۔ جس میں صراحت سے اس دعا کی اجازت بلا کراہت ملتی ہو، کہاں کا انصاف اور دیانت ہے!

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصّہ دوم

دعا بعد نماز جنازہ کے عدم جواز پر علمائے کرام کے فتوے

اِستفتاء:- کیا فرماتے ہیں علماء دین و حاملانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ آجکل بعض لوگ نماز جنازہ کے بعد متصلاً بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر میت کے لیے دعا و استغفار کرتے ہیں۔ یہ دعا حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے قولاً، فعلاً یا تقریراً ثابت ہے یا نہیں؟ اگر ثابت ہے تو یہ دعا فرض ہے یا واجب، سنت ہے یا مستحب؟ جواب قرآن کریم، حدیث شریف اور فقہ حنفیہ سے مدلل مرحمت فرمایا جاوے۔ بیّنوا توجروا۔

المرقوم ۲ر اکتوبر ۱۹۵۳ء۔

پیش کردہ بندۂ ناچیز سید عزیز علی از کھڈبکے ضلع گوجرانوالہ۔

الجواب بعون الملک الوہاب۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعا بعد نماز جنازہ متصلاً نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت نہ مستحب بلکہ بدعت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے اور قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر سے قولاً، فعلاً تقریراً کسی طرح صحیح طریقے سے ثابت نہیں ہے۔ علماء احناف میں سے کسی معتد بہ عالم نے اس کے استحباب تو بجائے خود اس کے جواز کا فتویٰ بھی نہیں دیا بلکہ اس کو مکروہ تحریمی کہا ہے مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر علامہ ملا علی قاری حنفی کی عبارت جو انہوں نے مرقاۃ علی المشکوٰۃ میں فرمائی ہے نقل کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔ ولا یدعو للمیت بعد صلوٰۃ الجنازۃ لانہ یشبہ الزیادۃ فی صلوٰۃ الجنازۃ۔ انتہی ملاحظہ ہو مشکوٰۃ اصح المطابع باب المشی بالجنازہ ص۱۴۹ اور بحر الرائق جلد دوم باب الجنائز ص۱۸۳ میں ہے وقید بقولہ بعد الثالثۃ لانہ لا یدعو بعد التسلیم کما فی الخلاصۃ۔

اگر بالفرض دعا بعد الجنازہ مستحب بھی ہوتی پھر بھی اس زمانہ میں اس کا چھوڑنا جب کہ دعا نہ کرنے والے پر نکیر کی جاتی ہے واجب ہوتا۔ کیونکہ اس پر ائمہ حنفیہ کی متعدد تصریحات موجود ہیں کہ اگر کسی مستحب کام کو لوگ ضروری سمجھنا شروع کر دیں تو اس کا ترک کر دینا اس لیے واجب ہوتا ہے کہ لوگوں کے ذہنوں سے اس کے وجوب کا اعتقاد جاتا ہے۔ ھذا ماعندی واللہ اعلم۔ (دستخط)

حررہ راجی رحمۃ ربہ الصمد ابی المدعو لغلام ربانی نائب مدرس مدرسہ عربیہ گوجرانوالہ۔

الجواب صحیح ۹۶ نماز جنازہ خود دعا ہے۔ اس کے بعد کوئی اور دعا مانگنا بدعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وحضرات صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین وسلف صالحینؒ الغرض کسی بزرگ سے اس کا ثبوت نہیں ہے فقط واللہ اعلم ۲۴ رصفر ۱۳۷۳ھ

(بندہ اصغر علی غفرلہ معین مفتی خیر المدارس ملتان)

الجواب صحیح۔ بندہ محمد عبداللہ غفرلہ خادم الافتاء خیر المدارس ملتان

مدرسہ عربی خیر المدارس ملتان دار الافتاء

الجواب ۳ مبسملاً ومحمدلاً ومصلیاً ومسلماً۔ نماز جنازہ خود دعا ہے اس کے بعد دعا کیسی؟ کبیری میں علامہ حلبی ایک مسئلہ کی دلیل میں القیاس الجواز لانہا دعاءٌ اور ہدایہ کے اس قول کے نیچے "الاتیان بالدعوات استغفار للمیت" عنایہ میں ہے" اشارۃ الی ان المقصود ھو الدعاء" اور کنز الدقائق کی ترکیب نماز میں ودعاء بعد الثالثۃ کے تحت میں بحر الرائق میں ہے د قید بقولہ بعد الثالثہ لانہ لایدعو بعد التسلیم کما فی الخلاصۃ وعن الفضلی لا باس بہ۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سلام کے بعد دعا ثابت نہیں نہ فرض نہ واجب نہ سنت ومستحب مگر امام فضلی سے ایک روایت نقل ہے کہ منع بھی نہیں۔ لیکن اگر ایسی بات پر جو مستحب ہو یا مباح ہو کر اس کے نہ کرنے پر کراہت بھی نہیں اگر ایسا التزام کر لیا جائے کہ اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کرنے کو قابل اعتراض اور ترک واجب جیسا قرار دیا جاتا ہو تو یہ جس کے ترک کو شریعت نے جائز رکھا تھا اس کے ترک کو حرام بنانا ہوا جو شریعت کا مقابلہ ہوا۔ یہ خود اس کو ناجائز بنا دیتا ہے۔ پھر اس کو چھوڑنا ضروری ہو جائے گا۔ ایسی چیز کو بدعت کہتے ہیں جس کی شریعت میں اصل نہ ہو، اور لوگ اس کو شریعت کی بات بنالیں کار ثواب قرار دے لیں تو وہ کُلّ بدعۃ ضلالۃ حدیث کی روسے گمراہی بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے بچائیں اور صرف اپنے احکام کی پابندی کی توفیق عطا فرمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ: جمیل احمد تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

۲۵ رصفر ۱۳۷۳ھ

دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور ۱۳۹۹ھ

الجواب ۴: باسمہ سبحانہ تعالیٰ۔ مذکورہ بالا صورت میں دعا بدعت ہے اس کو ترک کر دینا چاہیئے۔ زمانہ مشہود لہا بالخیر میں اس کا کوئی ثبوت نہیں جو لوگ کرتے ہیں غلطی کرتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

محمد جلیل مدرسہ اشرف العلوم گوجرانوالہ

۱۵ رصفر ۱۳۷۴ھ

الجواب ۵: نماز جنازہ کے بعد جماعت کے ساتھ دعا مانگنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرامؓ سے ثابت نہیں۔ کیونکہ نماز جنازہ خود دعا ہے اپنے اپنے دل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں لوگ علیحدہ علیحدہ دعا مانگیں۔ اس کا ہر وقت اختیار ہے۔ واللہ اعلم

محمد مظہر بقا غفرلہ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ

الجواب صحیح۔ بندہ محمد شفیع عفا عنہ

کراچی ۱

مدرسہ دار العلوم مسجد باب الاسلام آرام باغ کراچی

الجواب ۲۶ :۔ باللہ التوفیق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدس میں جنازے ہوتے تھے۔ لیکن بعد سلام صلوٰۃ جنازہ کوئی دعا آپ سے ثابت نہیں۔ کیونکہ صلوٰۃ جنازہ حقیقت میں ایک دعا ہے۔ ہاں بعد دفن میت قبر پر دعا مانگنے کے متعلق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم موجود ہے۔ مولانا عبدالحی صاحب اپنی کتاب المسمیٰ نفع المفتی والسائل کے صفحہ ۶ پر لکھتے ہیں کہ بعد نماز جنازہ کے دعا مکروہ ہے۔ کیونکہ تقاضا دعا موجود ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا ثابت ہی نہیں۔ بحر الرائق ص۱۸۳ صاحب کنز کے قول بعد الثالثۃ میں لکھا ہے۔ لا یدعو بعد التسلیم سلام کے بعد دعا نہ مانگے۔ فتاویٰ سراجیہ میں لکھا ہے اذا فرغ من الصلوٰۃ لا یقوم بالدعاء جب نماز جنازہ سے فارغ ہو گئے تو دعا کے لیے کھڑا نہ ہووے۔ بہر صورت جب ثبوت نہیں تو پھر دعا بعد تسلیم نہیں کرنی چاہیئے۔ اس میں کراہت ہے۔

(دستخط) عبد الولید عفا عنہ۔ جامع مسجد شیرانوالہ گوجرانوالہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب صحیح۔ شمس الدین۔ بقلم خود

جواب درست ہے۔ محمد چراغ۔ مدرسہ عربیہ، گوجرانوالہ

علاوہ ان کے خیر الصلات فی حکم الدعاء بلا موات میں تکملہ اور ضمیمہ کے ماتحت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب مرحوم نے دلیل الخیرات فی ترک المنکرات میں ہندوستان، برہما وغیرہا ممالک کے اکثر شہروں مثلاً اجمیر، رنگون، دیوبند کلکتہ، سرج گنج، ڈھاکہ، چاٹگام، بھوپال، پانی پت حصار وغیرہ کے مشہور علماء کرام کے سنو سے زائد فتوے درج کئے ہیں جن میں دعا بعد نماز جنازہ کو مکروہ اور بدعت قرار دیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصّہ سوم

بریلوی مولوی صاحبان کے فتوے

اور

ان کا جواب

استفتاء کے الفاظ قریباً وہی ہیں۔ جو حصہ دوم کے شروع میں درج کر دیئے ہیں۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ بریلوی مولوی صاحبان کے چار فتوے میرے پاس موجود ہیں۔ جن میں انہوں نے دعا بعد نماز جنازہ کے متعلق آیات و احادیث سے ثبوت دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن آیات قرآن تو مطلق دعا کے بارے میں ہیں۔ ان میں بعد نماز جنازہ کی دعا یا کسی اور دعا کی تخصیص نہیں ہے اور جو احادیث پیش کی ہیں وہ تمام نماز جنازہ کے اندر سلام سے پہلے دعا پڑھنے کے بارے میں ہیں یا وہ دوبارہ نماز جنازہ پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں حالانکہ استفتاء میں نماز جنازہ کے اندر سلام سے پہلے دعا کرنے اور دوبارہ نماز جنازہ پڑھنے کا ہرگز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال نہیں کیا گیا تھا۔ کتب فقہ حنفیہ سے کسی فقیہ و مجتہد کا قول دعا بعد نماز جنازہ کے ثبوت میں نقل نہیں کیا گیا۔ اندریں حالات اگرچہ اصولی طور پر ان کا جواب دینا ضروری نہیں ہے۔ مگر تاہم ان کو نقل کرنا اور ان کے جوابات دینا اس لئے مناسب سمجھا گیا تاکہ ناظرین کرام پر مسئلہ کی حقیقت واضح ہو جائے اور ان کے دلوں میں شکوک و شبہات کی گنجائش ہی نہ رہے۔

قولہم فتوی ۱ جو اس دعا کو نہ مانے وہ مفتری[1] کذاب اور بے دین ہے۔

فتوی ۲ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ اِذَا صَلَّیْتُمْ عَلَی الْمَیِّتِ فَاَخْلِصُوْا لَهُ الدُّعَاءَ (مشکوٰۃ شریف) جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھ چکو تو اس کے لیے دعا مانگو۔ معلوم ہوا ہے کہ حضور علیہ السلام بھی اس دعا کے لیے ارشاد فرماتے ہیں۔ اب جو کوئی اس پر اعتراض کرتا ہے اسے دین کی ضرورت نہیں وہ بے دین ہے

فتوی ۳ اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا لہ الدعاء (جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھو تو اس کے لیے خاص دعا مانگو) اس حدیث مرفوع میں اذا صلیتم شرط ہے فاخلصوا جزاء ہے۔ شرط اور جزاء میں تغایر ہونا چاہیئے۔ نہ کہ اس میں داخل ہو۔ صلیتم ماضی کا صیغہ ہے فاخلصوا امر ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ دعا کا حکم نماز پڑھ چکنے کے بعد ہے

---

[1] گویا اس مفتی کے نزدیک وہ تمام فقہاء احناف جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے وہ سب کے سب مفتری کذاب اور بے دین ہیں (العیاذ باللہ) ماشاء اللہ ایسا ہی حنفی مفتی ہونا چاہیئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتویٰ ۲ اِذا صلیتم علی المیت فاخلصوا لہُ الدعاء (جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھ لو اس کے لیے خاص دعا مانگو) ف سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے بعد فوراً دعا کی جائے بلا تاخیر جو لوگ اس کے معنے کرتے ہیں کہ نماز میں اس کے لیے دعا مانگو وہ ف کے معنٰی سے غفلت کرتے ہیں۔ صلیتم شرط ہے اور فاخلصوا جزائے شرط اور جزا میں تغایر چاہیے نہ یہ کہ اس میں داخل ہو پھر صلیتم ماضی اور فاخلصوا ہے امر جس سے معلوم ہوا کہ دعا کا حکم نماز پڑھ چکنے کے بعد ہے۔ جیسے فاذا طعمتم فانتشروا میں کھا کر جانے کا حکم ہے نہ کہ کھانے کے درمیان اور اذا قُمتُم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم میں نماز کے لیے اٹھنا مراد ہے نہ کہ نماز کا قیام جیسا کہ الیٰ سے معلوم ہوتا ہے لہذا یہاں بھی وضو ارادہ نماز کے بعد ہی ہوا اور ف سے تاخیر ہی معلوم ہوئی لہذا نماز جنازہ کے بعد دعا کرنی ف سے معلوم ہوئی۔ کیونکہ حرف ف تعقیب کے لیے آتا ہے۔ انتہیٰ۔

الجواب فتویٰ ۲ میں حدیث اذا صلّیتُم علی المیت فاخلصوا لہُ الدعاء کا حوالہ نہیں دیا گیا۔

فتویٰ ۲ میں مولوی صاحب نے اس حدیث کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھ چکو تو اس کے لیے دعا مانگو۔ اس ترجمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا طریق استدلال بھی وہی ہے جو فتویٰ ۲،۴ میں بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کا جواب فتویٰ ۳،۴ کے ماتحت آجائیگا۔ یہاں صرف یہ بات واضح کردینی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ مولوی صاحب نے اپنی تحریر میں فرمایا ہے کہ "اب جو کوئی اس دعا پر اعتراض کرتا ہے اسے دین کی ضرورت نہیں وہ بے دین ہے"۔ فتویٰ ۱ میں بھی اس دعا کو نہ ماننے والوں کو 'مفتری، کذاب اور بے دین' کہا گیا ہے اس کے متعلق صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ صرف ہم ہی اسی دعا پر اعتراض نہیں کرتے۔ بلکہ تمام فقہائے احناف اس دعا پر اپنے اپنے زمانہ میں اعتراض کرتے چلے آئے ہیں۔ جیسا کہ حصہ اول میں کتب فقہ کی عبارتوں سے ظاہر ہو چکا ہے ان بزرگوں کی شان میں آپ لوگوں کی گستاخی افسوسناک امر ہے۔ اس کی جوابدہی آپ کو خدائے قدوس کے ہاں ضرور کرنی پڑے گی ہم تو صرف یہی کہہ دینا کافی سمجھتے ہیں کہ ہم تو ان اکابر کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں اور آپ لوگ نفس امارہ کی پیروی کرنے والے۔ ع

"پسند اپنی اپنی نظر اپنی اپنی"

فتویٰ ۳،۴ میں مولوی صاحبان نے لکھا ہے کہ اذا صلیتم شرط ہے اور فاخلصوا جزا ہے۔ شرط اور جزا میں تغایر ہونا چاہیئے نہ کہ اس میں دخل ہو" اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ اگر ان کی تغایر سے یہ مراد ہے کہ نماز جنازہ دعا کو شامل نہیں بلکہ دعا نماز جنازہ سے الگ ہے تو اس قسم کا تغایر مراد لینا نہایت مضحکہ انگیز ہے کیونکہ اگر نماز جنازہ میں سے دعا و استغفار ہی کو الگ کر دیا جائے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو ایسی نماز سے میت کو کیا فائدہ ہُوا اور ایسی نماز جنازہ پڑھنے والوں کو کیا ثواب حاصل ہوگا۔ میت کا حق تو اسی طرح مسلمانوں کے ذمہ باقی رہ جائے گا۔ نماز جنازہ سے اہم مقصود تو یہی دعا و استغفار ہے جیسا کہ کتب فقہ کے حوالوں سے واضح ہو چکا ہے۔ اس حدیث میں بھی نماز جنازہ کے اندر اسی دعا کو اخلاص کے ساتھ مانگنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ اور اگر تغایر سے ان کی مراد یہ ہے کہ نماز جنازہ کے اندر کی دعا تو کسی شمار میں نہیں ہے اور اس میں اخلاص کی بھی ضرورت نہیں ہے اس حدیث میں تو نماز جنازہ کے بعد ایک اور دعا کو اخلاص کے ساتھ مانگنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ تو اس معنیٰ کی تائید میں کسی شارح حدیث اور فقیہ مجتہد کا قول نقل کر دینا چاہیئے تھا۔ صرف اپنی غلط تاویل سے حدیث نبوی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے معنوں میں تبدیلی کر کے اپنے مدعا کو ثابت کرنا سراسر گمراہی ہے اس قسم کا تغایر اس حدیث میں قطعاً مراد نہیں لیا جاسکتا۔ دیکھئے سورۃ احزاب کی اس آیت سے یہ قاعدہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ ۔ اور جب تم (ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن) سے سامان کا سوال کرو تو پردے کے پیچھے سے سوال کرو۔

اس آیت میں اذا سئلتموهن متاعًا شرط ہے اور فسئلوهن من وراء حجاب اس کی جزا ہے اس میں ان کے بیان کردہ قاعدہ کی رو سے تغایر کی یہ صورت ہوگی کہ سامان کا سوال الگ ہے اور پردے کے پیچھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال کرنے کا حکم الگ ہے وہ سامان کا سوال نہیں بلکہ کوئی اور سوال ہوگا۔ کیونکہ شرط اور جزا میں تغایر ضروری ہے۔ ظاہر ہے کہ اس آیت میں اس قسم کا تغایر ہرگز مراد نہیں ہے بلکہ فعل سئلتموھن میں جس متاع کے سوال کا ذکر ہے اسی متاع کے سوال کرنے کا حکم فسئلوھن میں دیا گیا ہے۔

اور اگر تغایر سے ان کی مراد یہ ہے کہ نماز جنازہ بعض وجوہ کے اعتبار سے صلوٰۃ ہے اور بعض وجوہ کے اعتبار سے دعا للمیت ہے۔ جب شرائط نماز (وضو استقبال قبلہ، قیام) ادا کر لیے تو اب تکبیر تحریمہ کے بعد سنت طریق سے ثنا اور درود شریف پڑھ کے میت کے لیے دعا و استغفار کر لیا جائے تو اس قسم کا تغایر حنفیوں کے نزدیک مسلّم ہے۔ جس طرح دوسری نمازوں میں سجدہ رکوع سے متغایر ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ سجدہ اور رکوع نماز سے باہر ہیں نماز کے اندر نہیں ہیں۔ بالکل اسی طرح نماز جنازہ میں بھی یہی سمجھ لینا چاہیئے کہ ثنا اور درود شریف اور دعا للمیت باہم متغایر ہونے کے باوجود نماز جنازہ کے اندر شامل ہیں اس سے باہر نہیں ہیں۔ جس سے یہی ثابت ہوا کہ اس حدیث سے بھی نماز جنازہ کے اندر کی دعا مراد ہے بعد کی نہیں ہے۔

پھر ان کا یہ کہنا کہ "اذا صلیتم ماضی کا صیغہ ہے اور فاخلصوا امر ہے جس سے معلوم ہوا کہ دعا کا حکم نماز پڑھ چکنے کے بعد ہے"۔ اس کے متعلق عرض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اذا جب ماضی پر داخل ہوتا ہے تو اکثر استقبال کے معنی دیتا ہے۔ جیسا کہ شرح جامی میں آتا ہے۔

ومنها اذا وهی اذا كانت زمانية للمستقبل ای للزمان المستقبل وان كانت داخلة على الماضي۔ اور (ظروف مبنیہ) میں سے اذا ہے جب وہ زمانیہ ہو تو مستقبل کے لیے ہوگا یعنی زمانہ استقبال کیلیے اگرچہ ماضی پر داخل ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ ان کا خود ساختہ قاعدہ یہاں بھی کوئی فائدہ نہیں دے سکتا اور نہ اس سے ان کا مدعا ثابت ہو سکتا ہے۔

پھر ان کا یہ کہنا کہ "ف سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے بعد فوراً دعا کی جائے بلا تاخیر اور ف حرف تعقیب کیلیے آتا ہے"۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ فاثم کی طرح تعقیب بالفعل کے لیے نہیں آتا بلکہ تعقیب مع الوصل کے لیے آتا ہے اس میں لمحہ بھر کی تعقیب زمانی کرنی ہوتی ہے جیسا کہ کتب نحو اور اصول فقہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوا کہ جب امام اور مقتدی نماز میں قیام کرکے تکبیر تحریمہ کہہ لیں تو فوراً دعا للمیت کو سنت طریق سے شروع کر دیں پہلے رب العزت کی ثنا پھر حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف پھر میت کے لیے دعا واستغفار کرکے سلام پھیر دیں۔ اس طریق سے دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہو جاتی ہے۔ ثنا و درود شریف اور دعا للمیت کو نماز جنازہ سے الگ سمجھنا ہرگز درست نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کے یہ معنی جس قاعدے سے ہم نے بیان کئے ہیں اس کی شہادت قرآن حکیم کی چند آیات اور احادیث نبویہ سے ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

اور جب قرآن کریم پڑھا جائے پس اس کو سنو اور چپکے رہو تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔

یعنی جب قرآن کریم کی تلاوت شروع ہو اسی وقت قرآن حکیم کو سننے اور چپ رہنے کا حکم ہے تلاوت ختم ہوجانے کے بعد سننے اور چپ رہنے کا نہیں ہے اس آیت میں قُرِئَ ماضی کا صیغہ ہے اذا شرطیہ اس پر داخل ہے اور فاء جزائیہ بھی فاستمعوا له وانصتوا پر آگئی ہے جس سے تعقیب کے معنے لیے جاتے ہیں۔ اس آیت میں تعقیب زمانی صرف اتنا ہے کہ ادھر تلاوت شروع ہوئی اُدھر نماز کے اندر یا باہر لوگوں نے استماع و انصات شروع کردیا۔ اگر تلاوت کے وقت استماع و خاموشی اختیار نہ کی جائے تو بعد قرأت کے استماع و انصات کی کیا صورت ہوسکتی ہے؟

(۲) فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ۔ پس جب وقت پڑھیں ہم اس کو پس پیروی کر پڑھنے ہمارے کی۔

اتَّبِعْ کا معنی صحیح بخاری میں اِسْتَمِعْ وَاَنْصِتْ آیا ہے (یعنی سُن اور چپ رہ) جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے۔ اس آیت سے بھی یہی معلوم ہوا کہ جب جبرئیل علیہ السلام قرآن مجید حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑھتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو آپ کو یہی حکم ہوا تھا کہ آپ اپنی زبان کو پڑھنے کے لیے حرکت نہ دیں۔ بلکہ خاموشی سے سنتے جائیں۔ اس آیت سے بھی یہی ظاہر ہوا کہ سننے اور خاموش رہنے کا حکم تو جبرئیل علیہ السلام کی قرأت کے ساتھ ہی تھا نہ کہ بعد قرأت کے یہاں بھی شرط اور جزاء موجود ہیں اور فاء تعقیب بھی جزاء پر داخل ہے۔ لیکن اس قسم کا تغایر یہاں مراد نہیں لیا جا سکتا کہ قرأت قرآن جس سورۃ سے جس وقت یا جس مکان میں ہو رہی تھی استماع و انصات کا حکم اس سورۃ سے متعلق نہیں تھا یا استماع و انصات کا زمان و مکان بھی الگ الگ تھے۔

مشکوٰۃ المصابیح کے صفحہ ۱۰۱ پر ایک حدیث آتی ہے جس میں شرط اور جزاء کے متعدد جملے آتے ہیں۔

انما جعل الامام لیؤتم به	امام اسی لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی
(۳) فاذا صلی قائماً فصلوا قیاماً	اقتداء کی جائے۔ پس جب وہ کھڑا ہو کر
(۴) واذا رکع فارکعوا (۵) و	نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو
اذا رفع فارفعوا (۶) واذا	اور جب وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو
قال سمع الله لمن حمده	اور جب وہ اٹھے تو تم بھی اٹھو اور
فقولوا ربنا لك الحمد (۷)	جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم
واذا سجد فاسجدوا (۸) واذا	ربنا لک الحمد کہو اور جب وہ سجدہ کرے
صلی جالساً فصلوا جلوساً الخ	تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ نماز بیٹھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملخصًا۔ کر پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو۔

(۹) وعن ابی ھریرۃ (مرفوعًا) واذا قرآ فانصتوا۔ اور ابوہریرہؓ سے مرفوع روایت ہے اور جب امام پڑھے تو تم چپ رہو۔

اس قسم کی ہزارہا مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔جن سے ان کے بیان کردہ قاعدے کی خوب تردید ہوتی ہے۔ لیکن یہاں صرف انہی چند مثالوں پہ اکتفاء کی جاتی ہے۔ان کو نہایت غور و تدبر کے ساتھ پڑھیے اور انصاف کے ساتھ فیصلہ فرمایئے کہ جس قاعدے سے ان لوگوں نے حدیث اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا لہ الدعاء کے معنے کیئے ہیں وہ کہاں تک درست اور صحیح ہیں۔ظاہر ہے کہ ان کے بیان کردہ قاعدے سے اگر ان متذکرہ بالا آیات واحادیث کا ترجمہ کیا جائے تو ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ فاذا صلی قائمًا فصلوا الخ کا اس قاعدہ کے تحت مطلب یہ ہو گا کہ جب امام نماز پڑھ چکے تو پھر تم نماز پڑھو اور جب وہ رکوع سے فارغ ہو جائے تو پھر تم رکوع کرو اور جب وہ سجدہ سے فارغ ہو جائے تو تم پھر سجدہ کرو۔ اگر یہی مراد ہو تو امام کی اتباع اور اقتدار اور جماعت کا کیا فائدہ؟

تمام مفسرین کرام اور یہ لوگ خود بھی جہاں تعقیب کے معنیٰ فا میں متعذر ہوں وہاں کوئی فعل مقدر مان لیتے ہیں۔جیسا کہ انہوں نے خود اذا طعمتم فانتشروا میں فرغتم فعل کو مقدر مان لیا ہے (یعنی جب تم طعام سے فارغ ہو جاؤ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو تم باہر نکل جاؤ) یا جس طرح انہوں نے إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ میں ارادتم فعل کو مقدر مان کر ارادہ نماز مراد لیا ہے تاکہ نماز کے بعد وضو کرنا ثابت نہ ہو جو بیکار ہوگا بلکہ ارادہ نماز کے بعد وضو کرنا ثابت ہو جائے یا جس طرح اس آیت اذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ میں ان کے بیان کردہ قاعدے کے مطابق یہ معنیٰ ہوں گے کہ "جب تو قرأت قرآن کر چکے تو اعوذ باللہ پڑھ" تو یہ معنیٰ اُن کے نزدیک بھی خلاف واقع ہوں گے یہ مولوی صاحبان خود" اذا اردت قرأة القرآن فاستعذ باللہ" یعنی "جب تو قرأت قرآن کا ارادہ کرے تو اعوذ باللہ پڑھ" اس کا ترجمہ کرتے ہیں اور اردت کو مقدر مانتے ہیں۔ تو اس حدیث میں بھی اگر ان کے نزدیک معنیٰ متعذر تھے تو قُمْتُمْ فعل کو مقدر مان لیتے تاکہ فا تعقیب اپنے موقع پر صحیح معنیٰ دے سکتی۔ لیکن یہ صورت تو ہرگز جائز نہیں کہ اپنی مرضی اور خواہش نفسانی سے آیات واحادیث کے معانی تبدیل کر کے امر شریعت میں کوئی نیا کام جاری کر کے اس کو کار ثواب سمجھ لیا جائے۔

اس حدیث کے صحیح معنیٰ یہی ہیں کہ جب تم نماز جنازہ پڑھو تو اس نماز جنازہ میں دعا للمیت کو نہایت اخلاص سے پڑھو۔ شراح حدیث کے نزدیک بھی اس حدیث کے یہی معنیٰ ہیں۔ جیسا کہ بذل المجہود شرح ابی داؤد جلد چہارم صفحہ ۲۰۶ پر اس حدیث کی شرح میں آتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُدعو اللہ بالاخلاص التام ۔ میت کے لیے نہایت اخلاص سے دعا کرو۔

مرقاۃ علی المشکوٰۃ جلد دوم صفحہ ۲۶۵ پر ملا علی القاری حنفی المتوفی سنہ ۱۰۱۴ھ ۔ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

فاخلصوا له الدعاء قال ابن الملك اى أدعوا لهٗ بالاعتقاد والاخلاص ويمكن ان يكون معناه اجعلوا الدعاء خالصًا لهٗ في القلب وان كان عامًا في اللفظ واغرب صاحب الازهار على ما نقلهٗ ميرك عنه انه قال فيه دليل على وجوب تخصيص الميت بالدعاء ولا يكفي التعميم وهو الاصح الا وقال ابن حجر الدعاء للميت بخصوصه بعد التكبيرة الثالثة ركنٌ ويرده ان اكثر الاحاديث وردت بلفظ العموم مع ان وجوب الدعاء

پس اخلاص کے ساتھ اس کے لیے دعا کرو کہا ابن ملک نے یعنی اس کے لیے اعتقاد اور اخلاص سے دعا کرو اور ممکن ہے اس کے یہ معنی ہوں کہ دل میں اخلاص کے ساتھ صرف میت کے لئے دعا کرو اگرچہ لفظ عام ہوں۔ اور صاحب الازہار نے بڑی عجیب اور نرالی بات کہی ہے جیسا کہ میرک نے اس سے نقل کیا ہے وہ یہ کہ انھوں نے کہا اس میں دلیل ہے خاص میت کے لیے دعا کے وجوب کی اور تعمیم کافی نہیں اور یہ صحیح تر ہے اور کہا ابن حجر نے دعا میت کے لیے خاص طور پر بعد تکبیر تیسری کے رکن ہے۔ اور خیال کیا اس نے کہ تحقیق اکثر حدیثیں وارد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلقاً غیر ثابت عند نا ہوتی ہیں ساتھ لفظ عموم کے باوجود اس کے کہ وجوب دعا کا مطلق طور پہ ہمارے نزدیک ثابت نہیں ہے۔

فاخلصوا جزا ہے اذا صلیتم کی اور مقصود بالحکم جزاء ہوتی ہے شرط اس کی قید ہے اس لیے اخلاص فی الدعاء مقید بفعل صلوٰۃ ہے بعد کی دعاء پر دلالت نہیں کرتا۔ خاصتاً فی القلب عاماً فی اللفظ بھی یہی بتاتا ہے کہ خصوصیت فی القلب وہیں ہے۔ جہاں عمومیت فی اللفظ ہے یعنی صلوٰۃ ہے۔ اور ابن حجرؒ کے نزدیک بھی یہ وہی دعاء ہے جو بعد تیسری تکبیر کے نماز جنازہ کے اندر پڑھی جاتی ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کو باب المشی بالجنازہ والصلوٰۃ علیہا کی دوسری فصل میں پہلے نقل کیا گیا ہے اور سنن ابوداؤد جلد ثانی کتاب الجنائز ص۱۰۱ میں بھی اس حدیث کو باب الدعا للمیت میں پہلے لکھا گیا ہے اس کے بعد حضرت ابوہریرۃؓ کی روایت کو نقل کیا گیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

اذا[1] صلّٰی علی الجنازۃ قال اللھم اغفر لحیّنا ومیّتنا وشاھدنا وغائبنا الخ

---

[1] اس حدیث میں صلّٰی ماضی پر اذا شرطیہ داخل ہے۔ لیکن سب لوگ اس دعا کو نماز جنازہ کے اندر تیسری تکبیر کے بعد پڑھتے ہیں کسی نے اس حدیث سے نماز جنازہ کے بعد کی دعا کو ثابت نہیں کیا۔ اسی طرح حدیث اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء میں اذا کے صلیتم ماضی پر آجانے سے دعا بعد نماز جنازہ کو ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب حضورؐ جنازہ پڑھتے فرماتے اے اللہ ہمارے زندہ اور مردہ اور ہمارے حاضر اور غائب کو بخش دے ۔ الخ

سنن الکبریٰ للبیہقی جلد ثانی ص ۴۲ کتاب الجنائز میں باب الدعاء فی صلوٰۃ الجنازۃ کے تحت میں اس حدیث اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا لہ الدعاء کو نقل کیا گیا ہے اس کے بعد اوپر والی حضرت ابوہریرہؓ سے مروی دعا جو آجکل سب لوگ نماز جنازہ کے اندر تیسری تکبیر کے بعد پڑھتے ہیں اس کو نقل کیا گیا ہے ۔ اس کے بعد اور ماثورہ دعائیں جو نماز جنازہ کے اندر پڑھی جاتی ہیں ان سب کو نقل کر دیا گیا ہے جس سے یہی ثابت ہوا کہ اس حدیث سے بھی نماز جنازہ کے اندر کی دعا کو اخلاص تام کے ساتھ مانگنے کا حکم ہے ۔ احادیث اور فقہ کی کتابوں میں نماز جنازہ کی دعاؤں کا کوئی باب نہیں باندھا گیا کیونکہ ایسی دعاؤں کا کوئی ثبوت ہی نہیں ۔ بلکہ نماز جنازہ کے بعد باب التدفین کا ذکر کیا جاتا ہے ۔ فتاویٰ سعدیہ کے ص ۱۳۰ پر لکھا ہے ۔

آنچہ در سنن ابی داؤد ایں حدیث	سنن ابی داؤد میں جو یہ حدیث
منقول است " اذا صلیتم علی	منقول ہے اذا صلیتم علی
المیت فاخلصوا لہ الدعاء	المیت فاخلصوا لہ الدعاء "
مراد ازاں دعائیست کہ قبل تکبیر	مراد اس حدیث سے وہ دعا ہے جو
چہارم در نماز میخوانند نہ بعد آں	چوتھی تکبیر کے پہلے نماز کے اندر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیرا کہ نہ فرمودہ است کہ اذا فرغتم عن الصلوٰۃ۔
پڑھتے ہیں بعد کی نہیں کیونکہ حضور علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ۔
جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو دعا مانگو۔

نماز اور مناسک حج کے ادا ہو جانے کے بعد اللہ کا ذکر کرنے کا حکم اللہ رب العزت نے قرآن پاک میں فرمایا ہے۔ اس میں اس قسم کے الفاظ اور صیغے استعمال کئے گئے ہیں۔
فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلوٰةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ (آلایۃ) پس جب تمام کر چکو تم نماز کو پس یاد کرو اللہ کو۔ فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ۔ (الآیۃ) پس جب کر چکو تم عبادتیں اپنی پس یاد کرو اللہ کو۔
نماز پڑھنے کے بعد زمین میں پھیل جانے اور اللہ کا فضل تلاش کرنے کا حکم دیا۔ تو اس طرح فرمایا۔
فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلوٰةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (الآیۃ)
پس جب تمام کی جائے نماز پس پھیل جاؤ بیچ زمین کے اور چاہو فضل اللہ کے سے۔

ان دلائل سے یہی ثابت ہوا کہ صرف اذا صلیتم سے یہ معنیٰ مراد نہیں لیئے جا سکتے کہ "جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ" اس مفہوم کو ظاہر کرنے کیلئے ایسے الفاظ ہونے چاہئیں جن سے صاف طور پر یہ سمجھا جا سکے کہ دعا کا حکم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از جنازہ کے بعد ہے جیسا کہ فتوی نمبر ۲ وغیرہ کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے ۔ یا جس طرح فقہ کی کتابوں میں صاف اور غیر مبہم الفاظ میں فرمایا گیا ہے جیسا کہ امام ابوبکر بن حامد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

ان الدُّعاءَ بعد صلوٰۃ الجنازۃ مکروہٌ ۔ یقیناً بعد نماز جنازہ کے دعا کرنا مکروہ ہے ۔

پھر فتوی نمبر ۱ و ۲ و ۴ منتخب کنز العمال میں ابراہیم ہجری سے روایت ہے ۔

قال رائیت ابن ابی اوفیؓ وکان	کہا اس نے میں نے حضرت ابن ابی اوفیؓ
من اصحاب الشجرۃ ماتت ابنتہٗ	کو دیکھا جو بیعت الرضوان والے صحابہؓ
فقال ثم کبّر علیہا اربعًا ثم قام	میں سے تھے کہ ان کی دختر کا انتقال ہوا
بعد ذالک قدر ما بین التکبیرتین	پھر ان پر چار تکبیریں کہیں پھر اس کے بعد
یدعو وقال ان رسول اللہ صلی اللہ	دو تکبیروں کے فاصلے کے بقدر کھڑے
علیہ وسلم کان یصنع علی الجنائز	ہو کر دعا کی اور فرمایا کہ حضور علیہ السلام
ہکذا ۔	جنازوں پر ایسے ہی کیا کرتے تھے ۔

نوٹ :۔ فتوی نمبر ۱ میں تو صرف اس حدیث کے الفاظ نقل کئے گئے ہیں ترجمہ نہیں لکھا گیا ۔ فتوی نمبر ۲ میں اس حدیث کے الفاظ اور ترجمہ قریباً ایک جیسے ہیں جو اوپر درج کر دیئے ہیں ۔ صرف فتوی نمبر ۴ میں اتنی عبارت ترجمہ کے بعد لکھی ہوئی ہے کہ "اس حدیث میں لفظ ثم ہے جو تراخی کے لیے آتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس سے معلوم ہوا کہ بعد نماز جنازہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگا کرتے تھے۔" آگے مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ "منتخب کنز العمال والی روایت جو آگے درج کر چکا ہوں اس کی سند دو کتابوں بیہقی شریف فتح ربانی میں بھی موجود ہے عبارت کتب سے دیکھیں۔"

الجواب فتوی ۱۲،۲ سب سے پہلے ہم سنن الکبری للبیہقی جلد چہارم ۴۲ میں سے یہ روایت مکمل طور پر نقل کئے دیتے ہیں تاکہ ناظرین کرام کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس حدیث کے پیش کرنے میں کس خیانت سے کام لیا گیا ہے اور حقیقت کو چھپا کر یہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ اس حدیث سے دعا بعد نماز جنازہ ثابت ہوتی ہے حالانکہ اس حدیث سے قبل سلام کے نماز جنازہ کے اندر کی دعا کا ثبوت ملتا ہے۔ دیکھئے سنن الکبری بیہقی میں اس حدیث کو جس باب میں نقل کیا گیا ہے اس کا عنوان یہ ہے۔

باب ماروی فی الاستغفار والدعاء مابین التکبیرۃ الرابعۃ والسلام عن الھجری یعنی ابراھیم قال رأیت ابن ابی اوفی وکان من اصحاب الشجرۃ ماتت ابنتہ فتبعھا علی بغل خلفھا فجعل	(باب) جو روایت کیا گیا ہے استغفار اور دعا کے چوتھی تکبیر اور سلام کے درمیان کرنے میں۔ ہجری یعنی ابراہیم سے روایت ہے کہا اس نے دیکھا میں نے ابن ابی اوفی کو اور وہ اصحاب شجرہ سے تھا اس کی لڑکی مرگئی۔ پھر پیچھے گیا اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النساء يرثين فقال لا ترثين فان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن رثاء لتفض احدا لكن عن عبرتها ماشاءت ثم كبر عليها اربعا فقام بعد ذالك قدر مابين التكبيرتين يستغفر لها ويدعو وقال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصنع على الجنائز هكذا۔

خچر پر سوار ہو کر۔ پس عورتوں نے نوحہ شروع کر دیا تو اس نے ان کو کہا نوحہ مت کرو پس تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے سے روک دیا ہے تم میں سے ہر ایک آنسو بہا لے جتنے چاہے پھر اس پر چار تکبیریں کہیں اور کھڑا رہا بعد اس کے دو تکبیروں کے درمیانی فاصلہ کے قدر اس لڑکی کے لیے دعا و استغفار کرتے ہوئے اور کہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جنازوں پر ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

سنن الکبریٰ للبیہقی کے اس باب میں صرف یہی ایک روایت ہے جس کے شروع میں ہی محدث بیہقیؒ نے "چوتھی تکبیر اور سلام کے درمیان دعا و استغفار کرنے کی روایت" کا عنوان ثبت کر دیا تاکہ اس روایت کا اصلی مفہوم ظاہر ہو جائے کیونکہ ہجری جو اس حدیث کا راوی ہے اس نے یستغفر لہا ویدعو کے بعد کی عبارت کو حذف کر دیا تھا۔ جیسا کہ علامہ نوویؒ نے ہجری کی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد ایک روایت سے اس کے پورے الفاظ نقل کرتے ہوئے کتاب الاذکار میں تصریح فرما دی ہے۔ اور وہ روایت یہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی روایۃ انہ کبّر اربعًا فمکث	اور ایک روایت میں ہے کہ چار تکبیریں
ساعۃً حتی ظننّا انہ سیکبّر	کہہ کر اتنا ٹھیرے کہ ہم نے خیال کیا کہ پانچ
خمسًا ثمّ سلّم عن یمینہ وعن	تکبیریں کہیں گے پھر دائیں بائیں سلام
شمالہ فلمّا انصرف قلنا لہ، ما	پھیرا پس جب وہ پھرے تو ہم نے ان کو
ھذا فقال انی لا ازید کم علیٰ	کہا یہ کیا کیا؟ تو فرمایا میں تمہارے لئے اس
ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ	سے زیادہ نہ کروں گا جو رسول اللہ صلی
علیہ وسلّم۔	اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے۔

اس حدیث اور علامہ بیہقیؒ کے عنوان سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہ دعا و استغفار کرنا نماز جنازہ کے اندر سلام سے پہلے تھا۔ اس روایت سے بعد سلام کے دعا و استغفار کرنے کا استدلال درست اور صحیح نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ چوتھی تکبیر کے بعد سلام سے پہلے کوئی دعا نہیں مانگتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ بعض مشائخ اس بات کے قائل تھے کہ چوتھی تکبیر کے بعد سلام سے پہلے دعا ہونی چاہیئے۔ ابن ابی اوفیٰ بھی اس بات کے قائل معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن جمہور فقہاء احنافؒ کے نزدیک یہ قول صحیح نہیں جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص ۱۳۱ پر ہے۔

ثمّ یکبّر الرابعۃ ثمّ یسلّم ولیس بعد التکبیرۃ الرابعۃ قبل السلام دعاء ھکذا فی شرح الجامع الصغیر لقاضیخان وھو ظاھر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المذہب وھکذا فی الکافی ۔ انتہی ۔ پھر چوتھی تکبیر کہے پھر سلام پھیر دے اور بعد چوتھی تکبیر کے سلام سے پہلے کوئی دعا نہیں ہے ۔ اسی طرح جامع صغیر قاضیخاں میں ہے اور یہ ظاہر مذہب ہے اور اسی طرح کافی میں ہے ۔

الغرض بیہقی کی اس روایت کے الفاظ اور ترکیب سے بھی دعا بعد نماز جنازہ ثابت نہیں ہوتی ۔ ایک بات تو یہ ہے کہ ثمّ کبّر علیہا اربعًا کے بعد فسلّم نہیں جس سے دعا سلام کے بعد سمجھی جائے دوسری بات یہ ہے کہ ما بین التکبیرتین کا فاصلہ مقرر کرنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعاء چوتھی تکبیر اور سلام کے درمیان تھی ورنہ اس فاصلہ کے مقرر کرنے کی ضرورت کیا تھی ؟ تیسری بات یہ ہے کہ کھڑے ہو کر دعا نماز جنازہ کے اندر کی جاتی ہے بعد نماز کے تو یہ لوگ بھی بیٹھ کر دعا مانگتے ہیں ۔ چوتھی بات یہ ہے کہ اس روایت میں کان یصنع علی الجنائز ھکذا کے الفاظ ہیں بعد الجنائز کے الفاظ نہیں کہ بعد نماز جنازہ کے دعا کرنا اس سے ثابت ہو سکے ۔ اگر ایسا ثابت ہوتا تو فقہاء احناف ہرگز دعا بعد الجنازہ کو مکروہ اور بدعت نہ فرماتے اس لئے ان کا یہ استدلال بالکل غلط اور نادرست ہے ۔ صحیح بات یہی ہے کہ اس روایت سے چوتھی تکبیر کے بعد اور سلام سے قبل دعا کرنا ثابت ہوتا ہے اس سے بعد جنازہ کے دعا کا ثابت کرنا نادانی ہے ۔

علاوہ ازیں محدثین کرام نے اس حدیث کو معتبر اور قابل حجت ہی قرار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں دیا وجہ اس کی یہ ہے کہ ابراہیم ہجری جو اس حدیث کا راوی ہے وہ روایت کے بیان کرنے میں حذف و زیادت سے کام لیا کرتا تھا جیسا کہ اس نے اس حدیث کے بیان کرنے میں بھی نہایت اختصار سے کام لیا ہے اور وہ محدثین کے نزدیک ثقہ نہیں ہے غیر معتبر ہے دیکھئے تہذیب التہذیب جلد اول صفحہ ۱۶۴ و صفحہ ۱۶۵ پر حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں۔

ابراهيم بن مسلم العبدى	ابراہیم بن مسلم العبدی ابو اسحاق کوفی
ابو اسحاق الكوفى المعروف	جو ہجری سے مشہور ہے روایت کرتا ہے
بالهجرى روى عن عبد الله	عبداللہ ابن ابی اوفیٰ سے کہا ابن معین
ابن ابى اوفى قال ابن معين	نے اس کی حدیث کچھ نہیں اور کہا ابو
ليس حديثه بشئ وقال ابو	زرعہ نے ضعیف ہے اور کہا ابو حاتم نے
زرعه ضعيف وقال ابو حاتم	ضعیف الحدیث اور منکر الحدیث
ضعيف الحديث ومنكر الحديث	ہے اور کہا بخاری نے منکر الحدیث ہے
وقال البخارى منكر الحديث	اور کہا ترمذی نے وہ ضعیف قرار دیا گیا
وقال الترمذى يضعف فى الحديث	ہے حدیث میں، اور کہا نسائی نے منکر الحدیث
وقال النسائى منكر	ہے اور دوسری جگہ پہ کہا کہ وہ ثقہ نہیں
الحديث وقال فى موضع آخر	اس کی حدیث نہ لکھی جاتے اور کہا حاکم
ليس بثقة لا يكتب	ابو احمد نے وہ محدثین کے نزدیک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حديثه وقال الحاكم ابو احمد
ليس بالقوي عندهم وقال
ابو احمد بن عدي ومع ضعفه
يكتب حديثه وهو عندي
ممن لا يجوز الاحتجاج بحديثه وقال
النسائي في التميز ضعيف وقال
عبد الله بن احمد عن ابيه كان
الهجري رفاعا وضعفه وقال
ابن سعد كان ضعيفا في
الحديث وقال الحربي فيه
ضعف وقال السعدي يضعّف
حديثه وقال علي بن حسين
بن الجنيد متروك وقال
الفسوي كان رفاعا لا باس
به وقال الازدي رفاع كثير
الوهم۔

قوی نہیں ہے اور کہا ابو احمد بن عدی
نے باوجود ضعف کے اس کی حدیث لکھی
جا سکتی ہے حالانکہ میرے نزدیک اس
سے حجت پکڑنا جائز نہیں اور کہا نسائی
نے تمیز میں کہ وہ ضعیف ہے اور کہا
عبد اللہ بن احمد نے اپنے باپ سے کہ ہجری
حدیث کو مرفوع کر دیتا تھا اور وہ ضعیف
تھا اور کہا ابن سعد نے وہ حدیث میں
ضعیف تھا۔ اور کہا سعدی نے اسکی
حدیث کو ضعیف کہا جاتا ہے اور کہا
علی بن حسین بن جنید نے متروک ہے اور
کہا فسوی نے کہ وہ حدیث کو مرفوع
بنا لیا کرتا تھا وہ لا باس بہ ہے۔ اور
کہا ازدی نے کہ وہ مرفوع بناتا تھا۔
کثیر الوہم تھا۔

اس شہادت کے بعد معلوم ہو گیا کہ ابراہیم ہجری تمام محدثین کے نزدیک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر معتبر غیر ثقہ اور نہایت درجہ کا ضعیف الحدیث اور منکر الحدیث ہے کسی محدث نے اس کی حدیث کو قابلِ حجت قرار نہیں دیا بلکہ متروک ٹھیرایا ہے اور اس کی حدیث کو ترک کر دیا۔ انہوں نے اس سے استدلال کر کے چوتھی تکبیر کے بعد اور سلام سے پہلے دعا کرنا جائز قرار نہیں دیا اور نہ اس سے یہ استنباط کیا ہے کہ بعد نماز جنازہ کے دعا کرنا اس سے ثابت ہوتا ہے نہ اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ پھر یہ لوگ کیوں اس قسم کی خام باتوں کو منظرِ عام پر لاکر رسوائی عالم کا باعث بنتے ہیں اور دنیا و آخرت کی ذِلّت کو اپنے کاندھوں پر اٹھا لیتے ہیں۔

قولھم فتویٰ ملا مبسوط شمس الائمہ سرخسی جلد دوم ص۶۷ میں ہے۔

ان سبقتمونی بالصلوٰۃ علیہ فلا تسبقونی بالدعاء لہٗ۔

اگر تم جنازہ مجھ سے پہلے پڑھ چکے ہو تو اب دعا کے ساتھ مجھ سے سبقت نہ کرو۔ یعنی مجھے دعا میں تو شامل کر لو۔

(نوٹ) فتویٰ ملا میں تو صرف اتنی عبارت ہے ترجمہ اور تشریح نہیں کی گئی۔ ہاں فتویٰ ملا کا ترجمہ ساتھ ہی درج کر دیا گیا ہے اور جو تشریح کی گئی تھی وہ ذیل میں درج کر دی جاتی ہے۔

مبسوط شمس الائمہ سرخسی میں روایت ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک جنازے پر بعد نماز کے پہنچے اور فرمایا ان سبقتمونی بالصلوٰۃ علیہ فلا تسبقونی بالدعاء لہ" اسی مبسوط میں اسی جگہ یعنی باب غسل المیت میں ابن عمرو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم سے ثابت کیا کہ ان حضرات نے دعا بعد نماز جنازہ کی اور فلا تسبقونی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دعا پر صحابہ کرام کا بھی عمل تھا"

الجواب فتویٰ ۴ میں اس روایت کو عبداللہ بن عمر سے لکھا گیا ہے حالانکہ مبسوط سرخسی میں یہ قول عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔ ہم پہلے تو مبسوط سرخسی سے اصل عبارت بتمامہ نقل کئے دیتے ہیں تاکہ ہمارے دوستوں پر پوری حقیقت کھل جائے۔ شمس الائمہ سرخسی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے وہ دلائل جو انہوں نے دوبارہ نماز جنازہ پڑھنے کے متعلق دئیے ہیں نقل فرماتے ہیں۔

وقال الشافعی رحمۃ اللہ علیہ	اور کہا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز
تعاد الصلوٰۃ علی الجنازۃ مرۃ	دوہرائی جائے جنازہ پر ایک بار کے بعد دوسری
بعد مرۃ لما روی ان النبی	بار جیسا کہ روایت کیا گیا کہ تحقیق نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم مر بقبر	علیہ السلام ایک نئی قبر پر گذرے
جدید فسأل عنہ فقیل قبر	آپ نے اس کے بارے میں پوچھا تو کہا گیا
فلانۃ فقال ھلا آذنتمونی	کہ فلاں عورت کی قبر ہے آپ نے فرمایا تم نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالصلوٰۃ علیہا فقیل انہا دفنت لیلاً فخشینا علیک ھوام الارض فلم نعلمك فقام وصلى على قبرها ولما قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم صلى الصحابة عليه فوجا بعد فوج۔

مجھے اس پر نماز کے لیے کیوں نہ خبر دی تو کہا گیا کہ وہ رات کو دفن کی گئی تھی تو ہم آپ کے لیے زمین کے کیڑے مکوڑوں سے ڈرے۔ پس آپ نے کھڑے ہو کر اس کی قبر پر نماز پڑھی اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت ہوئی تو آپ پر صحابہؓ نے فوج در فوج نماز پڑھی۔

پھر ان دلائل کا جواب دیتے ہوئے شمس الائمہ سرخسی اپنے دلائل پیش کرتے ہیں۔ کہ ہمارے نزدیک دوبارہ نماز جنازہ پڑھنا درست نہیں بلکہ غیر مشروع ہے فرماتے ہیں۔

ولنا ما روی عن ابن عباس رضی الله عنهما وابن عمر رضی الله عنه فاتتهما الصلوٰة على جنازة فلما حضرا مازادا على الاستغفار له وعبد الله ابن سلام رضى الله عنه فاتته الصلوٰة على جنازة عمرؓ فلما حضر قال ان

اور ہماری دلیل وہ روایت ہے جو حضرت ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان دونوں کی ایک جنازہ پر نماز فوت ہو گئی۔ پس جس وقت وہ دونوں حاضر ہوئے تو اس کے لیے استغفار سے زیادہ کچھ نہ کیا۔ اور عبداللہ بن سلامؓ کی نماز حضرت عمرؓ کے جنازہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبقتموني بالصلوٰة عليه فلا
تسبقوني بالدعاء له، والمعنیٰ
فيه ان حق الميّت قد تادّیٰ
بفعل الفريق الاوّل فلو فعله
فريق الثاني كان تنفلاً بالصلوٰة
على الجنازة وذالك غير مشروع
ولو جاز هٰذا لكان الاولیٰ ان
يصلى على قبر رسول الله صلى الله
عليه وسلّم من يرزقه زيارته
الآن لانّه في قبره كما وضع
فان لحوم الانبياء حرام على
الارض به ورد الاثر ولم
يشتغل احد بهٰذا فدل انه
لا تعاد الصلوٰة على الميت الا ان
يكون الولّى هو الذى حضر
فان الحق له، وليس لغيره
ولاية اسقاط حقه وهو تاويل

پر فوت ہو گئی۔ پس جس وقت وہ حاضر
ہوئے تو کہا کہ "اگر تم اس پر مجھ سے پہلے
نماز پڑھ چکے ہو تو اب دعا میں مجھ پر
سبقت نہ کر سکو گے" معنیٰ اس کے یہ
ہیں کہ حق میّت کا تو ادا ہو گیا پہلے
فریق کے فعل سے۔ پس اب اگر دوسرا
فریق کرے گا تو جنازے پر نفل نماز
ہو گی اور یہ غیر مشروع ہے اور اگر
جائز ہوتی تو بہتر یہ تھا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر نماز جنازہ
پڑھتا جس شخص کو اب اس کی زیارت
نصیب ہوتی کیونکہ وہ قبر میں اسی طرح
ہیں جس طرح رکھے گئے تھے کیوں کہ
پیغمبروں کا بدن مبارک کھانا زمین پر
حرام ہے۔ اس پر آثار وارد ہیں لیکن
کسی نے ایسا نہیں کیا۔ پس ثابت ہوا
کہ نہ دہرائی جائے نماز میت پر مگر یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ	کہ وہ ولی ہو جو حاضر ہو لہے پس تحقیق
وسلّم فان الحق کان لہٗ قال	حق اس کا تھا کسی دوسرے کو اس کا حق ساقط
اللہ تعالیٰ النبیّ اولیٰ بالمومنین	کرنیکی ولایت نہیں اور یہی حقیقت ہے فعل
من انفسھم و ھکذا تاویل	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی پس حق ان کا
فعل الصحابۃ فان ابا بکرؓ	تھا کہا اللہ تعالےٰ نے نبی خیر خواہ ہے
کان مشغولؓ بتسویۃ الامور	مومنوں کا ان کے نفسوں سے بھی اور
وتسکین الفتنۃ وکانوا یصلون	یہی تاویل ہے فعل صحابہ رضی اللہ
علیہ قبل ظہورہٖ وکان الحق	عنہم کی پس حضرت ابوبکرؓ مشغول
لہٗ لانّہٗ ہو الخلیفۃ فلمّا	تھے انتظام امور میں اور فتنہ کے
فرغ صلے علیہ ثم لم یصل	فرو کرنے میں لوگ حضور صلی اللہ
احد بعدہٗ علیہ۔	علیہ وسلّم پر نماز جنازہ پڑھتے رہے ان

کے آنے سے قبل اور حق ان کا تھا کیونکہ وہ خلیفہ تھے پس جب فارغ ہوئے تو نماز پڑھی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم پر پھر نہ پڑھی بعد اس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نماز جنازہ کسی ایک نے۔

اس تمام عبارت کو نہایت غور سے پڑھ جایئے اور خط کشیدہ روایات کی عبارت کو سامنے رکھ لیجئے۔ حضرت ابن عباس اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں کسی جنازہ پر حاضر نہ تھے، نماز جنازہ ان سے فوت ہوگئی تو کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ دونوں حضرات امام کے سلام پھیرتے ہی وہاں آ گئے تھے یا بعد دفن کے یا اپنے اپنے گھروں میں سب لوگ پہنچ چکے تھے تو اس وقت وہ تشریف لائے ایک دن بعد آئے یا دو تین دن بعد آئے؟ ان کے اس قول میں تو یہ صراحت موجود نہیں کہ وہ کس وقت آئے تھے۔ فلما حضرا ماذاد ا دونوں تثنیہ کے صیغے ہیں۔ جس سے یہی معلوم ہے کہ وہ جس وقت بھی آئے صرف ان دونوں نے میت کے لیے انفرادی طور پر استغفار کر لیا۔ کسی دوسرے کی ان کے ساتھ شرکت ثابت نہیں ہوتی۔ اس سے دعا بعد نماز جنازہ (قبل از دفن) کو ثابت کرنا درست نہیں۔ اور بہت ممکن ہے کہ یہ استغفار دفن کے بعد قبر پر ہوا ہو۔ جس کا ثبوت صحیح حدیث میں موجود ہے۔ باقی حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے قول کے متعلق یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے سے رہ گئے نماز جنازہ ان سے فوت ہو گئی۔ جیسا کہ اس روایت کے پہلے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

وعبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتتہ الصلوٰۃ علی جنازۃ عمرؓ فلما حضر قال ان سبقتمونی بالصلوٰۃ علیہ فلا تسبقونی بالدعاء لہ'	اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے کی نماز فوت ہو گئی تو وہ جس وقت بھی حاضر ہوئے انہوں نے کہا کہ اگر تم نے اس پر نماز میں سبقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ہے تو اب مجھ سے دعا کرنے میں سبقت نہ کرو۔

اس روایت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ جس وقت بھی حاضر ہوتے (اسی دن یا دوسرے تیسرے دن آئے) انھوں نے حضرت عمرؓ کے حق میں دعا مغفرت کر لی اور بس، اس سے یہ بات قطعاً ثابت نہیں ہوتی کہ وہ امام اور مقتدیوں کے سلام پھیرتے ہی جنازہ گاہ میں آگئے تھے اور لوگوں کو پکار کر فرما رہے تھے کہ "تم مجھ سے دعا کرنے میں سبقت نہ کرو بلکہ مجھے بھی دعا میں شامل کر لو" (حاشا وکلاّ) اس روایت کے یہ معنی کرنے نہایت ہی مضحکہ انگیز معلوم ہوتے ہیں۔ وجہ اول تو یہ ہے کہ اگر وہ جنازہ گاہ سے کچھ دور تھے تو ان کو یہ بات کہنے کی ضرورت نہیں تھی جس صورت میں کہ وہ نماز جنازہ کے بعد دفن میت سے قبل دعا و استغفار کرنا جائز سمجھتے تھے یہ تو وہ دوسرے دن لوگوں کے دعا کر لینے کے بعد بھی انفرادی طور پر کر سکتے تھے اور اگر یہ خیال ہو کہ وہ اجتماعی رنگ میں دعا مانگنا چاہتے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ بن سلامؓ کو ان لوگوں کے دعا کر لینے کے بعد اجتماعی صورت میں دعا کرنے سے کیا چیز مانع تھی جس کی وجہ سے ان کو اسی دعا میں شامل ہونے کی ضرورت پیش آگئی؟ کیا ان کو اس دعا میں بھی یہ خدشہ دامنگیر تھا کہ کہیں یہ دعا بھی نماز جنازہ کی طرح فوت نہ ہو جائے؟

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر وہ جنازہ گاہ میں آچکے تھے تو پھر بھی ان کو یہ الفاظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمانے کی ضرورت نہیں تھی وہ خاموشی کے ساتھ دوسرے اصحاب کے ساتھ شامل ہو کر دعا و استغفار کر سکتے تھے اور اگر وہ قریب آ چکے تھے تو وہ ذرا فاصلے پر بھی یہ دعا و استغفار کر سکتے تھے کیونکہ اس دعا میں نہ تو نمائش کی ضرورت تھی نہ صف بندی کی حاجت تھی۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ صرف استغفار و دعا کرنے کے لیے نماز جنازہ کی طرح وضو اور استقبال قبلہ کی بھی شرط نہیں تھی کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نماز جنازہ ادا ہو چکنے کے بعد آئے تھے اور وضو کرنے کے لیے کہیں جا رہے تھے اس لیے انہوں نے فرمایا جلدی نہ کرو ذرا وضو کر لینے دو مجھے بھی اس دعا میں شامل کر لینا لیکن ظاہر ہے کہ اس قسم کا کوئی قرینہ وہاں موجود نہیں تھا اس لیے صرف فلا تسبقونی بالدعاء لہ سے یہ مراد نہیں لی جا سکتی کہ مجھے دعا میں شامل کر لو"

چوتھی وجہ یہ ہے کہ اگر نماز جنازہ کے بعد متصلاً دعا مانگنا آثار و احادیث سے ثابت ہوتا اور قرون مشہود لہا بالخیر میں یہ دعا معہود و مشہور ہوتی تو ہم حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے اسی قول سے بھی یہی سمجھ لیتے کہ شاید آپ نے یہ فقرہ اسی دعا میں شامل ہونے کے متعلق فرمایا ہو گا۔ لیکن احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمہم اللہ سے اس دعا کا ہرگز ثبوت نہیں ملتا۔ پھر اس میں یہ احتمال بھی موجود ہے کہ تم میرے ساتھ شامل ہو کر دعا کرنے میں سبقت نہ کرو۔ کیونکہ تم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز جنازہ میں سبقت کر چکے ہو اور نماز جنازہ خود دعاء للمیّت ہے اس لیے تمہیں میرے ساتھ مل کر دعا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

ان وجوہ اور احتمالات پر غور کرنے کے بعد ہر عقلمند انسان یہ نتیجہ از خود نکال سکتا ہے کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام، صحابہ اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ میں جو دعا معہود و مشہور رہتی۔ عبداللہ بن سلامؓ نے یہ کلمہ اسی دعا میں شامل ہونے کے لیے فرمایا تھا۔ اور وہ دعا یقیناً وہی ہے جو تمام اہل اسلام بالاتفاق دفن میت کے بعد قبر پر مانگتے ہیں۔ اور جس کا ثبوت احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اور فقہ حنفیہ میں موجود ہے اور اس دعاء کو فقہائے احناف نے مستحب قرار دیا ہے۔ خاتمۂ کتاب میں اس کا ثبوت بھی نقل کر دیا جائے گا احباب کرام وہاں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

قولہم فتویٰ ۲ بیہقی میں ہے۔

عن المستظل ابن الحصین ان علیاً صلّی علی جنازۃ بعد ما صُلّیَ علیہ

مستظل ابن حصین سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک جنازہ پر نماز ہو جانے کے بعد نماز پڑھی۔

اس حدیث میں حضرت علیؓ کا تعامل ثابت ہے۔ انتہیٰ

الجواب فتویٰ ۲ میں دوبارہ نماز جنازہ پڑھنے کا ثبوت دیا گیا ہے حالانکہ استفتاء میں صرف دعا بعد نماز جنازہ کا سوال تھا۔ مولوی صاحب نے تمام فقہائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احناف کے خلاف فتویٰ دیا ہے اور شافعیوں کے مذہب کی خود تائید فرما دی ہے صاف کیوں نہیں کہتے کہ ہم شافعی ہیں شمس الائمہ سرخسی نے حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے تعامل سے اس بات کا خوب جواب دیا ہے کہ ان بزرگوں نے نماز جنازہ کے فوت ہو جانے پر صرف دعا و استغفار پر اکتفا کیا تھا اور دوبارہ نماز جنازہ نہیں پڑھی تھی پھر فرماتے ہیں کہ فریق اوّل کے نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد میت کا حق تو ادا ہو گیا۔ جو فرض کفایہ تھا۔ اب فریق ثانی کی نماز جنازہ نفل ہو گی اور وہ غیر مشروع ہے اس بحث کے آخر میں شمس الائمہ سرخسی مبسوط جلد دوم ص۶۷ پر فرماتے ہیں واذا صلی علی جنازۃ ثم حضر قوم لم یصلوا علیھا ثانیۃ جماعۃ ولا وحدانا عندنا۔ اور جب نماز جنازہ پڑھی جائے پھر کوئی قوم آگئی تو وہ نماز نہ پڑھیں اس پر جماعت سے یا انفرادی طور پر دوبارہ ہمارے نزدیک۔

جس سے معلوم ہو گیا کہ حنفیوں کے نزدیک نماز جنازہ دوبارہ پڑھنا جائز نہیں ہے صرف ولی کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر اس نے خود نماز جنازہ نہ پڑھی ہو اور وہ پڑھنا چاہے تو نماز جنازہ دوبارہ پڑھ سکتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی اگر کسی جنازہ پر دوبارہ نماز پڑھی ہے تو اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ وہ اپنی خلافت کے زمانے میں تمام مسلمانوں کے ولی تھے اس لیے ان کے لیئے اس صورت میں نماز جنازہ کو دوبارہ پڑھ لینا جائز تھا لیکن غیر ولی کو ہرگز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائز نہیں ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک بھی نماز جنازہ حقیقت میں میت کے لئے دعا و استغفار ہی ہے اسی لیے انہوں نے دعا بعد جنازہ کو ثابت کرنے کے لیے نماز جنازہ کے بعد دوبارہ نماز جنازہ پڑھنے کی روایت کو پیش کیا ہے۔

فقہ حنفیہ سے نماز جنازہ کے دوبارہ ادا کرنے کے غیر مشروع ہونے پر کئی ایک حوالے نقل کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن شمس الائمہ سرخسی کا بیان ہی اس کے لیے کافی ہے پوری عبارت اس کتاب کے صفحہ ۹۰-۹۱ پر مع ترجمہ کے ملاحظہ فرمائیے۔

قولھم فتویٰ ۱ اور ۲ فتح القدیر کتاب الجنائز میں ہے۔

فصلی علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ودعالہ وقال استغفروالہ۔

پس نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اور دعا کی اس کے لیے اور کہا استغفار کرو اس کے لیے۔

(نوٹ) فتویٰ ۱ میں صرف حدیث لکھی گئی ہے۔ ترجمہ اور تشریح نہیں کی گئی۔ فتویٰ ۲ میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر شریف پر قیام فرما کر غزوۂ موتہ کی خبر دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر نماز جنازہ غائبانہ پڑھی اور ان کے لئے دعا فرمائی اور لوگوں سے فرمایا کہ تم بھی اپنے بھائی کے لئے دعا مغفرت کرو۔ ودعالہ کی واؤ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دعا نماز کے علاوہ تھی" فتویٰ ۲ میں ترجمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تشریح وہی ہے جو فتویٰ ۷ میں لکھی گئی ہے۔ صرف اتنی عبارت اس میں زائد ہے کہ "آپ نے غزوۂ موتہ کی خبر دی اور اسی اثنا میں جعفر بن ابی طالب کی شہادت کی خبر دی"

الجواب فتویٰ ۱۲،۱۰،۷ اس روایت میں سے صرف ودعا لہ کی واؤ سے یہ سمجھ لینا کہ یہ دعا نماز کے علاوہ تھی نہایت درجہ رکیک تاویل ہے۔ آج تک کسی محدث و فقیہ نے اس حدیث سے یہ "تاویل کر کے دعا بعد نماز جنازہ کو ثابت نہیں کیا۔ فتح القدیر میں اس حدیث کو نماز جنازہ کے غائبانہ پڑھنے کی خبر دینے کے ضمن میں نقل کیا گیا ہے بعد نماز جنازہ کی دعا کے ثبوت میں اسکو پیش نہیں کیا گیا۔ واؤ مطلق جمع کے لیے آتی ہے اس میں ثم کی طرح ترتیب اور تراخی کے معنیٰ نہیں ہوتے جیسا کہ شرح جامی میں ہے۔

فالواو للجمع مطلقا لا ترتیب فیها فقوله لا ترتیب فیها بیان لا طلاقها ای لا ترتیب بین المعطوف والمعطوف علیه بمعنی لا یفهم هذا لترتیب منها وجودا ولا عدما	پس واؤ مطلق جمع کے لئے ہے اس میں ترتیب نہیں ہے پس اس کا قول لا ترتیب فیها بیان ہے واسطے مطلق ہونے کے۔ یعنی نہیں ترتیب درمیان معطوف اور معطوف علیہ کے اس معنیٰ کے ساتھ کہ اس سے ترتیب وجوداً و عدماً نہیں سمجھی جاتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے جاء فی زید وعمرو (میرے پاس زید اور عمرو آیا) سے یہ ترتیب مراد نہیں لی جائے گی کہ زید پہلے آیا اور عمرو بعد میں آیا۔ ممکن ہے کہ عمرو پہلے آیا ہو اور زید بعد میں یا دونوں اکٹھے آگئے ہوں۔ بہر حال فعل کی نسبت میں معطوف اور معطوف علیہ دونوں متحد ہوتے ہیں اس مثال میں زید اور عمرو کی ذات الگ الگ ہے، اور صفات میں باوجود تغایر کے معطوف اور معطوف علیہ میں ایسا تغایر نہیں ہوتا کہ وہ ایک موصوف میں جمع نہ ہو سکیں۔

جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے

قَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَّنَذِيرٌ۔ تحقیق آیا تمہارے پاس بشیر اور نذیر۔

اس آیت میں اس قسم کا تغایر نہیں ہے کہ بشیر کی ذات الگ ہے اور نذیر کی الگ بلکہ بشیر و نذیر کی ذات ایک ہے۔ دوسری جگہ قرآن کریم میں آتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا وَّدَاعِيًا إِلَى اللهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا۔ (اے نبی (علیک السلام) تحقیق بھیجا ہم نے تجھ کو شاہد اور مبشر اور نذیر اور داعی الی اللہ ساتھ حکم اپنے کے اور سراج منیر بنا کر۔

اس آیت میں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شاہد، مُبشر، نذیر اور داعی الی اللہ اور سراج منیر فرمایا گیا ہے اور سب کے درمیان واؤ عاطفہ بھی موجود ہے۔ لیکن اس میں نہ تو یہ ترتیب ہے کہ آپ پہلے شاہد تھے پھر مُبشر پھر نذیر بنے پھر داعی الی اللہ ہوئے اور اس کے بعد سراج منیر بنا دئے گئے۔ اور نہ یہ سمجھا جائے گا کہ آپ م

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاہد تھے، مبشر کوئی اور تھا نذیر کوئی اور ہو گا، داعی الی اللہ کی ذات الگ ہے اور سراج منیر سے کوئی اور ہستی مراد ہے بلکہ حضور اکرم علیہ السلام میں یہ سب صفات بیک وقت موجود تھیں ان میں تقدم و تاخر ہرگز نہیں تھا۔

اسی طرح جب جملے کا عطف جملے پہ ہو جیسا کہ اس روایت میں ہے کہ معطوف علیہ بھی جملہ فعلیہ ہے اور معطوف بھی جملہ فعلیہ ہے تو اس صورت میں بھی ترتیب کے معنی نہیں لئے جائیں گے اور نہ فعل میں ہر جگہ اور ہر لحاظ سے تغایر مراد لیا جائے گا بلکہ اکثر دوسرا فعل پہلے فعل کی تفسیر اور وضاحت کے لئے آجاتا ہے جس کو عطف تفسیری کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے۔
ابٰی واستکبر وکان من الکافرین (شیطان) نے انکار کیا اور تکبر کیا اور تھا وہ کافروں سے۔

اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ۔ میں واؤ عاطفہ موجود ہے۔ لیکن یہاں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ شیطان نے پہلے انکار کیا تھا پھر تکبر کیا بلکہ صحیح تر بات یہ ہے کہ شیطان نے تکبر کی وجہ سے انکار کیا تھا۔ اور نہ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ میں من کل الوجوہ تغایر ہے یہاں دوسرا فعل پہلے کی تاکید اور مزید وضاحت کے لئے آیا ہے۔ دوسری جگہ قرآن مجید میں آتا ہے وَمَنْ یَّسْتَنْکِفْ عَنْ عِبَادَتِہٖ وَیَسْتَکْبِرْ اور جو کوئی انکار کرے گا بندگی اس کی سے اور تکبر کرے گا۔

اس آیت میں استنکاف اور استکبار دونوں معنی کے اعتبار سے ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے ہیں اور واؤ عاطفہ بھی درمیان میں موجود ہے۔

دعاء قنوت میں سے ایک مثال ملاحظہ فرمائیے۔

نَخْلَعُ وَ نَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ۔ ہم چھوڑ دیتے ہیں اور ترک کر دیتے ہیں اس کو جو تیری نافرمانی کرے۔

نخلع اور نترك دونوں ہم معنیٰ ہیں درمیان میں واؤ عاطفہ تفسیر اور وضاحت کے لئے آئی ہے۔

بیہقی شریف کا حوالہ جو صفحہ پر آچکا ہے اس میں ایک مثال موجود ہے۔

يَسْتَغْفِرُ لَهَا وَيَدْعُوْ۔ استغفار اس (لڑکی) کے لئے اور دعا کرتا رہا۔

یہاں بھی واؤ عاطفہ ہے کیا یہاں بھی سمجھا جائے گا کہ یہ دعا استغفار سے الگ ہے یا دعا و استغفار کو ایک ہی سمجھا جائے گا؟

اب پھر اصل حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے اور غور فرمائیے۔

فَصَلّٰی عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ دَعَالَهٗ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لَهٗ۔

پس نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اور دعا کی اس کے لئے اور کہا اس کے لیے استغفار کرو۔

مطلب بالکل صاف ہے کہ نماز جنازہ چونکہ بعض وجوہ کے اعتبار سے نماز ہے اور اکثر وجوہ کے اعتبار سے دعا للمیت ہے بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ شریعت مقدسہ میں اس کو دوسری دعاؤں سے زیادہ اہتمام و اجتماع کے ساتھ ادا کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے وضو استقبال قبلہ اور قیام کو اس پر بڑھا دیا گیا ہے ورنہ تصریحات فقہ سے یہ بات واضح ہے کہ حقیقتہا الدعاءُ وھو المقصود منہا (بحر عن الفتح) نماز جنازہ کی حقیقت دعا ہے اور دعا ہی نماز جنازہ سے مقصود ہے۔

اور نماز جنازہ کی نیت کے ساتھ میت کے لیے دعا کی نیت کو بھی اسی لیے شامل کیا جاتا ہے کہ مقصود اصلی یہی دعا للمیّت ہے۔ جیسا کہ رد المختار میں ہے

انّ المصلّی ینوی مع الصلوٰۃ للہ تعالیٰ الدّعاءُ للمیّت وعللہٗ الشارح ھُناکٗ بانہ الواجب علیہ۔ تحقیق نماز جنازہ پڑھنے والا نیت کرے کہ نماز ہے اللہ تعالیٰ کے لیے اور دعا ہے میت کے لیے اور اس کی وجہ شارح نے یہ بیان کی ہے کہ یہ دعا اس پر واجب ہے۔

اور نماز جنازہ میں اللہ تعالیٰ کی ثناء حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف اور میت کیلئے دعا و استغفار یہ سب کچھ شامل ہے جیسا کہ اس کی نیت سے ظاہر ہے

نویت ان اؤدی اربع تکبیرات	نیت کی میں نے چار تکبیر نماز جنازہ کی
صلوٰۃ الجنازۃ الثناءُ للہ تعالےٰ	کہ ادا کروں میں جو ثنا ہے اللہ تعالیٰ کی
والصلوٰۃ علی النبی صلے اللہ علیہ	اور درود ہے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر
وسلّم والدّعاءُ لھذا المیت متوجہا	اور دعا ہے اس میت کے لیے منہ کرتے
إلی جھۃِ الکعبۃ الشریفۃ۔	ہوتے طرف کعبہ شریف کے۔

اس نیت میں بھی اللہ تعالیٰ کی ثنا اور درود شریف اور دعا للمیت کو واو

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عاطفہ سے بیان کیا گیا ہے لیکن یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ درود شریف نماز جنازہ سے الگ ہے اور دعا بھی نماز جنازہ سے علیحدہ ہے اسی طرح اس حدیث فصلیٰ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ودعا لہ میں صلیٰ ودعا کا مطلب الگ الگ نہیں سمجھنا چاہیئے بلکہ یہی سمجھنا چاہیئے کہ آپ نے اس پر صورتاً نماز پڑھی جو حقیقت دعا للمیت تھی۔ اور جب اس روایت میں عطف تفسیری کا بھی احتمال ہے تو اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال کے بموجب ان کا استدلال اور کمزور ہو جاتا ہے۔ حالانکہ یہاں معاملہ ہی صاف ہے اور وہ یہ کہ نماز جنازہ اور دعا للمیت ایک ہی چیز ہے جس طرح یستغفرلھا ویدعو میں استغفار اور دعا سے ایک چیز مراد ہے۔ مطلب یہ نکلا کہ آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی یعنی اس کے لیے دعا مغفرت فرمائی۔

اور اگر یہ لوگ وقال استغفروا اللہ سے دعا بعد نماز جنازہ کو ثابت کرتے ہیں تو اس حکم میں بھی واو عاطفہ موجود ہے۔ اس میں بھی ترتیب کا لحاظ نہیں رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ بہت ممکن ہے بلکہ اقرب الی الحق یہ ہے کہ آپ نے نماز جنازہ سے پہلے دوسرے لوگوں کو نماز میں شامل ہونے کے لیے فرمایا ہو اور اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ استغفار سے نماز جنازہ مراد نہیں لی جا سکتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح بخاری میں ابن عمر سے روایت ہے کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب عبداللہ بن ابی منافق کے جنازے پر کھڑے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دامن پکڑ کر عرض کیا تھا کہ حضرت آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو یہ شخص تو منافق ہے اور منافقین کے حق میں استغفار کرنے سے ہمیں اللہ تعالیٰ نے روک دیا ہے۔ آپ کیوں اس پر نماز جنازہ پڑھنے لگے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ (پارہ ۱۰ رکوع ۱۶) بخشش مانگ واسطے ان کے یا نہ بخشش مانگ واسطے اُن کے اگر بخشش مانگے تو واسطے اُن کے ستر بار پس اللہ ہرگز نہ بخشے گا واسطے اُن کے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا سازیدہٗ علی سبعین جس کا مطلب یہ ہے کہ میں اس کے لیے ستر سے بھی زیادہ استغفار کروں گا۔ پھر آپ نے نماز جنازہ پڑھی۔ تھوڑی دیر کے بعد ہی آپ پر وحی نازل ہوئی جس میں صریحاً یہ حکم نازل ہوا۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ (پارہ ۱۰ رکوع ۱۷)

اور مت نماز پڑھ ان میں سے کسی پر جو مر جائے اور مت کھڑا ہو اوپر قبر اس کی کے۔

پہلی آیت سے حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استغفار سے نمازہ جنازہ مراد لی تھی ورنہ صرف استغفار فرماتے۔ جس سے ثابت ہوا کہ استغفار و دعا سے نماز جنازہ مراد لی جاسکتی ہے کیونکہ نماز جنازہ محض استغفار للمیت ہے ثنا اور درود شریف اس میں سنت ہے اس طریق سے دعا کرنا نہایت بدجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقبول ہے جیسا کہ کئی احادیث نبویہ اس پر شاہد ہیں۔ شمس الائمہ سرخسی مبسوط کے صفحہ ۶۴ پر فرماتے ہیں۔

ویستغفر للمیت ویشفع لہ فی الثالثۃ لان الثناء علی اللہ تعالی والصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعقبہ الدعاء والاستغفار

اور استغفار کرے میت کے لیے اور شفاعت تیسری تکبیر میں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ثنا اور حضور علیہ صلوٰۃ والسلام پر درود شریف ہو جانے کے بعد دعا و استغفار ہونا چاہیئے۔

پس نماز جنازہ میں اہم مقصود اور خاص چیز استغفار اور دعا للمیت ہے اس سے ساری نماز جنازہ مراد لی جاتی ہے جس طرح صرف رکوع سے وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ اور سجدہ اور رکوع سے وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ میں ساری نماز مراد لی جاتی ہے اسی طرح یہاں بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس موقع پر استغفروا اللہ کا ارشاد فرما کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز جنازہ میں شامل ہونے کے لیے دعوت دی تھی اس سے نماز جنازہ کے بعد کی دعا ثابت کرنا درست نہیں ہو سکتا۔ اس روایت میں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نماز پڑھنے کی خبر دینے کا ذکر ہے استغفروا اللہ کے الفاظ میں آجانے سے معنوں میں کوئی فرق نہیں پڑتا مطلب یہ ہوگا کہ آپ نے اس پر غائبانہ نماز جنازہ پڑھی اور دوسرے لوگوں کو بھی استغفار یعنی نماز جنازہ پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس روایت سے فقہاء ومجتہدین کے خلاف فتویٰ دے کر دعا بعد نماز جنازہ کو شریعت میں زیادہ کرنا اور اس پر اصرار کرنا صریحاً ظلم نہیں تو اور کیا ہے؟

قولہم فتویٰ ۳ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں جب وہ دعا کرے۔

قرآن حکیم کی یہ آیت کریمہ مطلق ہے اور اذا وقتیہ ہے کہ جس وقت دعا کی جائے رب تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ جنازہ کے بعد بھی ایک وقت ہے۔ لہٰذا از روئے قرآن مجید ثابت ہوا کہ اس دعا کے متعلق جواز ہے۔

الجواب فتویٰ ۳ اس فتویٰ میں اس آیۂ کریمہ کو مطلق اور اذا کو وقتیہ کہا گیا ہے۔ پھر مطلق کو اپنی مرضی سے مقید کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ آیت میں نماز جنازہ کے بعد کی دعا کا قطعاً ذکر نہیں ہے تو پھر اس کو خاص دعا سے مقید کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پھر جس صورت میں نماز جنازہ بھی دعا للمیت ہے اور فرض کفایہ ہے جس وقت اس کو ادا کر لیا اس آیۂ کریمہ پر بھی عمل ہو گیا کیا جس وقت نماز پڑھی جاتی ہے اس پر وقت یا زمان کا اطلاق نہیں ہو سکتا کہ اس کے بعد ایک اور دعا پر اتنا اصرار ہے؟ اور کیا رب العزّت نماز جنازہ جیسی اہم اور بہترین دعا کو قبول نہیں فرمائیں گے؟ حکم عام ہے جس قسم کی دعا ہو یا ذکر ہو اللہ تعالیٰ اُس کو سنتے ہیں جیسا کہ ابن جریرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال جماعة عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم اقریب ربنا فنناجیہ ام بعید فننادیہ فنزل اذا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ (پارہ ۲ رکوع ۷)	ایک جماعت صحابہؓ نے نبی علیہ السلام سے سوال کیا کہ آیا رب ہمارا قریب ہے کہ ہم آہستہ پکاریں اسکو یا دور ہے کہ ہم اونچی پکاریں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ جب سوال کریں تجھ کو بندے میرے مجھ سے پس تحقیق میں قریب ہوں جواب دیتا ہوں پکارنے والے کی پکار کا جب وہ پکارے مجھ کو۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ آیۂ کریمہ ہر قسم کی عبادت اور ذکر و دعا کو شامل ہے چاہے وہ جہری ہو یا سری، رات کو ہو یا دن میں، وادی میں ہو یا آبادی میں، خشکی میں پکارا جائے یا تری میں، جس وقت اور جس جگہ اس کو یاد کیا جائے وہ ہر حال میں سُن لیتا ہے اور قبول فرماتا ہے۔

کتب اصول میں یہ تصریح موجود ہے کہ۔

حکم المطلق ان یکون الاداء ولجبا علی التراخی بشرط ان لا یفوتہ فی العمر وعلی ھذا قال محمدؒ فی الجامع لو نذر ان یعتکف شہرًا لہ ان یعتکف	اور حکم مطلق کا یہ ہے کہ اس کا ادا کرنا واجب ہے تراخی سے اس شرط سے کہ وہ عمر بھر میں فوت نہ ہو اسی لیے محمد رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر میں کہا کہ اگر کوئی شخص نذر مانے کہ وہ ایک مہینہ اعتکاف بیٹھے گا اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ای شہر شاہ ۔	کے لیے جائز ہے جس مہینے میں چاہے اعتکاف بیٹھے ۔

نماز جنازہ ادا ہو جانے کے بعد دوسری دعا کی ضرورت نہیں رہتی شریعت نے دعا للمیت کے لیے جنازہ کی نماز مقرر کر دی ہے ۔ بغیر دلیل اور ثبوت کے اس پر زیادتی کرنا ہرگز مناسب نہیں ہے ۔ اور جو کچھ بعد نماز جنازہ کی دعا کے ثبوت میں پیش کیا جا رہا ہے وہ بالکل مہمل تاویل ہے جس کا فقہائے احناف کے نزدیک کوئی اعتبار نہیں ۔ ایسی باتوں سے احتراز کرنا بہت ضروری ہے ۔

قولہم فتویٰ ۲ الم نشرح پ ۳۰ قرآن شریف میں ہے

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ۔ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو بعد میں اللہ سے دعا کرو ۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو بعد میں اللہ سے دعا مانگو اس کا ثبوت حدیث پاک میں موجود ہے ۔ عبارت لکھنے کے لیے ایک خاصہ دفتر کی ضرورت ہے ۔ مندرجہ ذیل کتب سے عبارت دیکھ لیجیے جو کہ اس آیت کے معنیٰ کی تائید میں ہے ۔

نوٹ :۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے تفسیر ابن جریرؒ ، تفسیر ابن کثیرؒ ، خازن ، معالم التنزیل کے حوالہ سے ابن عباسؓ ، مجاہد ، قتادہ ، ضحاک ، مقاتل کلبی سے اس آیت کی تفسیر کی ہے اور بعد میں لکھا ہے کہ ان تفاسیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ثابت ہوا کہ جب کسی نماز سے فارغ ہووے نماز جنازہ ہو یا اور تو اس کے بعد وہیں ٹھیرے رہنا اور بحکم الٰہی وہیں دعا مانگنا ضروری ہوا۔"

الجواب فتویٰ ۳۲ اگر ہر نماز کے بعد دعا مانگنا ضروری ہے تو آپ لوگ کیوں اس کے خلاف نماز عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے بعد دعا نہیں مانگتے اور خطبہ کے لیے کھڑے ہو جاتے ہو؟ اس آیت کی تفسیر کے ساتھ یہ فقرہ کہ "جب کسی نماز سے فارغ ہووے نماز جنازہ ہو یا" اور، آپ لوگوں نے اصل تفسیر پر از خود بڑھا لیا ہے ان تفسیروں میں نماز جنازہ اور نماز عیدین کا ذکر نہیں ہے بلکہ صرف صلوٰۃ مکتوبہ کے بعد دعا مانگنے کا حکم ہے۔ فرائض پنجگانہ پر نماز جنازہ کو قیاس نہ کرنا چاہیے، کیونکہ فرائض کو مسجد میں ادا کیا جاتا ہے نماز جنازہ کو کھلے میدانوں میں پڑھا جاتا ہے، فرائض میں اذان، اقامت اور وقت کی پابندی ہوتی ہے نماز جنازہ میں یہ تینوں باتیں نہیں ہیں۔ دیکھئے قتادہ، ضحاک، مقاتل، کلبی اور مجاہد رہ فرماتے ہیں اِذَا فرغتَ مِنَ الصلوٰۃ المکتوبۃ فانصب اِلٰی ربّک فی الدعاء وارغب اِلیہ فی المسئلۃ یعطک جب تو نماز مکتوبہ سے فارغ ہو تو کوشش کر تو طرف رب اپنے کے دعا کرنے میں اور رغبت کر اس کی طرف سوال کرنے میں وہ تجھے عطا کرے گا۔

اس تفسیر میں صرف صلوٰۃ مکتوبہ کا ذکر ہے نماز جنازہ وغیرہ نمازوں کا ذکر نہیں ہے اور صلوٰۃ مکتوبہ اس نماز کو کہا جاتا ہے جس کو وقت کی پابندی کے ساتھ ادا کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا حکم ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرقان حمید میں فرماتا ہے۔

فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔

پس قائم کرو نماز کو تحقیق نماز اوپر مومنوں کے لکھی ہوئی ہے وقت مقرر کئے ہوئے۔

نماز جنازہ میں کسی خاص وقت کی پابندی نہیں اس لیے یہ نماز مکتوبہ نہیں ہے

مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ میں ابو الدرداؓ سے روایت ہے۔

قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ ان لا تشرك باللّٰہِ شیئًا و ان قطعت وحرقت ولا تترك صلوٰۃ مکتوبۃ متعمدًا فمن ترکھا متعمدًا فقد برئت منہ الذمۃ

کہا اس نے مجھے میرے خلیل (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) نے وصیت فرمائی کہ تم اللہ کا شریک کسی کو نہ بنایئو اگرچہ تم کاٹے جاؤ اور جلائے جاؤ اور صلوٰۃ مکتوبہ کو جان بوجھ کر نہ چھوڑیو جو اس کو چھوڑتا ہے اس سے عہد دور ہو جاتا ہے۔

نماز جنازہ میں اگر کوئی شخص حاضر نہ ہو تو وہ گنہگار نہیں ہوتا جس سے ثابت ہوا کہ نماز جنازہ صلوٰۃ مکتوبہ نہیں ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم نماز مکتوبہ کے ترک کو کفر سمجھتے تھے لیکن نماز جنازہ کے ترک کو کوئی شخص کفر نہیں سمجھتا۔ اگر ایسا ہوتا تو ہزاروں آدمی نماز جنازہ میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے کافر قرار دیئے جاتے۔ جس سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ صلوٰۃ مکتوبہ نہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدایہ کے صـ۱۲۶ کتاب الجنائز میں ہے۔

ولا یصلی علی میت فی مسجد جماعة لقول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی جنازة فی المسجد فلا اجرلہ۔ اور نہ نماز جنازہ پڑھے کوئی مسجد جماعت میں واسطے قول نبی علیہ السلام کے جو نماز جنازہ پڑھے گا مسجد میں پس اس کو کوئی اجر نہ ملے گا۔

اس کے بعد صاحب ہدایہ لکھتے ہیں۔

لانہ بنی لاداء المکتوبات (ہدایہ صـ۱۲۶) کیونکہ وہ مکتوبہ نمازوں کی ادائیگی کے لیے بنائی گئی ہے۔

معلوم ہوا کہ فقہاء کے نزدیک بھی نماز جنازہ صلوٰۃ مکتوبہ میں داخل نہیں اور نہ کوئی نماز جنازہ کو (بلا ضرورت شرعی) مسجد میں پڑھنے کا فتویٰ دے سکتا ہے اپنے خیال سے نماز جنازہ کو صلوٰۃ مکتوبہ میں داخل کرکے اس کے بعد ایک اور دعا ثابت کرنا نہایت شرمناک امر ہے۔

اب ہم اس آیت کے متعلق انہی بزرگوں سے وہ روایات نقل کئے دیتے ہیں جو انہوں نے اس کی تفسیر میں دوسرے معنوں کے ساتھ بیان فرمائی ہیں تاکہ ناظرین کرام کو یہ معلوم ہوجائے کہ اس آیت کی تفسیر میں اور روایات بھی آئی ہیں جن کو ان مولویوں نے جان بوجھ کر چھوڑ دیا ہے تاکہ صلوٰۃ مکتوبہ میں نماز جنازہ کو شامل کرکے دعا بعد نماز جنازہ کے مسئلہ کو ثابت کیا جاسکے، ملاحظہ فرمایئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال الشعبیؒ اذا فرغت من التشهد	کہا شعبیؒ نے جب تو فارغ ہو تشہد سے
فادع لدنیاك واٰخرتك	پس دعا کر تو دنیا اور آخرت کیلئے اور
وکذا قال الزھری وقال	اسی طرح کہا زہری نے۔ اور کہا ابن
ابن عباسؓ قال اللہ لرسولہ	عباسؓ نے فرمایا اللہ نے اپنے رسول
اذا فرغت من الصلوٰۃ و	کو جب تو فارغ ہو نماز سے اور تشہد
تشھدت فانصب الی ربك	پڑھ لے تو اپنے رب کی طرف لو لگاؤ
واسئلہ حاجتك۔	اور اسی سے اپنی حاجت مانگو۔

ان دونوں روایتوں میں تشہد کے بعد دعا کرنے کا حکم ہے۔ نماز جنازہ میں تشہد نہیں ہے اس لیے ثابت ہو گیا کہ اس آیت اور اس کی تفسیر سے صرف صلوٰۃ مکتوبہ مراد ہے جس میں تشہد کے بعد دعا مانگی جاتی ہے اور سلام کے بعد بھی دعا مانگنا حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے لیکن نماز جنازہ کے بعد سلام پھیرتے ہی دعا مانگنا احادیث اور فقہ سے قطعاً ثابت نہیں ہے اس آیت کی تفسیر صلوٰۃ مکتوبہ پر قیاس کر کے نماز جنازہ کو ثابت کرنا صریحاً ظلم ہے اور امر شریعت سے تجاوز ہے۔

اس کے علاوہ اس آیت کی تفسیر میں اور روایات بھی آئی ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

وقال الحسنؓ وقتادۃؓ وزید بن اسلم	اور کہا حسنؓ اور قتادہؓ اور زید بن اسلم نے
اذا فرغت من جہاد عدوك	جب تو فارغ ہو دشمن کے ساتھ جہاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فانصب لعبادة ربك	کرنے سے تو اپنے رب کی عبادت میں جدوسعی کر
وقال مجاهد اذا فرغت من	اور کہا مجاہدؒ نے جب تو فارغ ہو دنیا سے
دُنياك فانصب فی صلوٰتك	تو نماز پڑھنے میں اجتہاد کر۔
وعن ابن مسعودؓ اذا فرغت	اور ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب تو
من الفرائض فانصب فی قيام	فرائض سے فراغت پالے تو قیام لیل
الليل وعن ابن عباسؓ نحوه۔	میں سعی بلیغ کر اسی طرح ابن عباسؓ سے مروی ہے
وقال الضحاك فاذا فرغت من	اور کہا ضحاک نے پس جب تو فارغ ہو
الجهاد فانصب فی العبادة	جہاد سے تو لگ جا عبادت میں
وعن الحسنؓ اذا فرغت من الغزو	اور حسنؓ سے روایت ہے کہ جب تو فراغت
فاجتهد فی العبادة	پائے لڑائی سے اجتہاد کر تو عبادت میں
واخرج ابن نصر وجماعة عن	اور ابن نصر اور ایک جماعت نے مجاہد سے
مجاهد اذا فرغت عن اسباب	روایت کیا ہے کہ جب تو فارغ ہو اپنے
نفسك وفی لفظ من	نفس کے اسباب سے اور ایک لفظ میں اپنی
دُنياك فصلّ۔	دنیا سے تو نماز پڑھ۔

ان بزرگوں کی ان روایات پر ان لوگوں نے بالکل التفات نہیں کیا اہل علم وبصیرت پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ اس آیت اور اس کی تفسیر سے دعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت ہرگز نہیں ہوتا۔ ان سب روایتوں پر مفسرین نے بحث فرماتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے تطابق کی صورت میں یہ خلاصہ بیان فرمایا ہے۔

اذا فرغت من عبادۃ کتبلیغ الوحی فانصب فی عبادۃ اُخریٰ شکرًا لما عددنا علیک من النعم السالفۃ ووعدناک من الآلاء الآتیۃ۔	جب تو فارغ ہو ایک عبادت سے مانند تبلیغ وحی کے تو اجتہاد کر دوسری عبادت میں شکر کرتے ہوئے ان نعمتوں کا جو ہم نے تجھ کو گنوا دی ہیں پہلے کی اور جن کا اب تجھ کو وعدہ دے رکھا ہے۔

اس کے بعد فرماتے ہیں۔

کانہٗ عزوجل لما عدد ووعدہا بہا وحد بعثہ علی الشکر والاجتہاد فی العبادۃ وان لایخلی وقتًا من اوقاتہا منہا فاذا فرغ من عبادۃ اتبعہا باخریٰ۔	گویا کہ اللہ عزوجل نے جب نعمتیں شمار کرائیں حضورؐ کو اور وعدہ کیا اُن سے جو وعدہ کیا تو ان کو حکم دیا شکر کرنے کا اور عبادت میں اجتہاد کرنے کا اس طرح سے کہ کوئی وقت ان اوقات سے وہ خالی نہ رہنے دیں۔ پس جب فارغ ہو ایک عبادت سے دوسری شروع کرے۔

ان سب روایات پر غور و فکر کرنے سے معلوم ہوا کہ صرف دعا کی تخصیص نہیں ہے۔ ایک عبادت کے بعد دوسری عبادت خواہ وہ کسی قسم کی ہو کر لینی چاہیئے۔ اس آیت کی تفسیر میں جو روایتیں نقل کی گئی ہیں وہ بڑی بڑی تفسیروں میں موجود ہیں۔ جس کا دل چاہے خازن، مدارک، ابن جریر، ابن کثیر، معالم التنزیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح البیان، روح المعانی۔ تفسیر کبیر وغیرہ میں دیکھ سکتا ہے۔ جس سے صاف طور پر معلوم ہو جائے گا کہ ان لوگوں کا اس آیت سے نماز جنازہ کے بعد کی دعاء کا استدلال سراسر غلط ہے، کسی مفسر نے اس کی تفسیر سے اس دعا کو ثابت نہیں فرمایا۔ اور نہ کسی فقیہہ و مجتہد نے آج تک اس آیت اور اس کی تفسیر سے نماز جنازہ کے بعد دفن میت سے پہلے دعا کرنا استنباط فرمایا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصّہ چہارم

(خاتمہ)

دفنِ میت کے بعد قبر پر دُعا کرنے کے ثبوت میں

دفنِ میت کے بعد قبر پر میت کے لیے دعا و استغفار کرنا سنت و مستحب ہے اس کا ثبوت موجود ہے۔ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین رضی اللہ عنہم کے قرون مشہود لہا بالخیر میں یہ دعا معہود اور مشہور تھی۔ اس پر عمل کرنا مستحسن ہے۔ لیکن اس کو بھی فرض، واجب کے درجے میں ہرگز اعتقاد نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ سنت و مستحب ہی سمجھنا چاہیئے۔

حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ربّ العزّت نے منافقین پر نماز جنازہ ادا کرنے اور ان پر قبر پر دفن و دعا کے لیے ٹھہرنے سے روکنے کے لیے سورۃ توبہ میں ارشاد فرمایا۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ۔ اور مت نماز پڑھ اوپر کسی کے ان میں سے کہ مر جاوے اور مت کھڑا ہو اوپر قبر اس کی کے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام فخر الدین رازیؒ تفسیر کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں صفحہ ۱۲۸ پر فرماتے ہیں ۔
ثم قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ وفیہ وجہان الاول قال الزجاجؒ کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا دفن المیت وقف علٰی قبرہ ودعا لہ، فمنع ھٰھنا منہ والثانی قال الکلبی لا تقم باصلاح مہمات قبرہ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اور تو اس کی قبر پر بھی نہ کھڑا ہو" اس میں دو وجہیں ہیں۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ کہا زجاج نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میت کو دفن کرتے تھے تو اس کی قبر پر ٹھیر کر اس کے لیے دعاء مغفرت کرتے تھے۔ پس یہاں اس سے بھی روک دیئے گئے دوسری وجہ یہ ہے کہ کلبی نے فرمایا کہ تم اس کی قبر کی درستی کے کاموں کے لیے بھی ٹھیر و۔

تفسیر فتح البیان میں بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی دو روائتیں نقل کی گئی ہیں اور تفسیر روح المعانی جزو عاشر کے صفحہ ۱۲۸ پر اس کی تفسیر یہ کی گئی ہے ۔
وکان المراد بالقیام علی القبر الوقوف علیہ حالۃ الدفن وبعدہ ساعۃ وکان الوقوف بعد الدفن قدر نحر جزور مندوبًا۔ قبر پر قیام کرنے سے مراد یہ ہے کہ دفن میت کی حالت میں اور بعد دفن کے ایک گھڑی قبر پر ٹھیرا جائے اور بعد دفن میت کے اونٹ نحر کرنے کی مقدار تک ٹھیرنا مندوب تھا۔

اس آیت اور اس کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زمانۂ خیر القرون میں نمازِ جنازہ پڑھنے، اور بعد دفن کے قبر پر دُعا کرنے کا طریق ضرور معہود تھا اور ان دونوں سے حضور اکرم علیہ السلام کو منافقین کے حق میں رب العزت نے آیت کے اندر صریحاً ممانعت فرمادی، مومن و مسلم کے لیے نمازِ جنازہ اور قبر پر دعاء کرنے کا حکم بدستور سابق بحال رہا۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ نمازِ جنازہ کے بعد دعا کرنے کا دستور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں ہرگز معہود نہیں تھا اگر یہ دعاء بعد نمازِ جنازہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام خود مانگتے تو منافقین کے حق میں آپ کو اس آیت میں اس دُعا سے بھی لازماً روک دیا جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانۂ مشہود لہٗ بالخیر میں اس دعاء بعد نمازِ جنازہ کا قطعاً وجود نہیں تھا اور نہ اس کا کتاب و سنت میں ثبوت ملتا ہے۔ جب ثبوت ہی نہیں تو اس دعا کا بدعت ہونا یقینی امر ہے اور اس سے احتراز کرنا لازم ہے اور اس کی بجائے دفن میت کے بعد قبر پر دعاء و استغفار کرلینا بہتر ہے جس کا ثبوت کتاب و سنت میں موجود ہے۔

جس طرح میت پر نمازِ جنازہ ادا کرنے کا بڑا ثواب ہے اسی طرح اس کے دفن میں ہاتھ بٹانا بھی بڑے ثواب کا کام ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتبع جنازۃ مسلم ایماناً واحتساباً وکان معہ حتی یصلی علیہا ویفرغ من دفنہا فانہ یرجع من الاجر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بقیراطین کل قیراط مثل احدومن صلّے علیہا ثُمّ رجع قبل ان یدفن فانہ' یرجع بقیراط (متفق علیہ) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے کسی مسلم کے جنازہ کا ایمان اور احتساب سے اتباع کیا اور اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ اس پر نماز پڑھی اور اس کے دفن سے فارغ ہوا وہ دو قیراط ثواب لے کر واپس آئے گا ہر ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوگا۔ اور جو صرف نماز پڑھ کر دفن سے قبل واپس ہوا وہ ایک قیراط ثواب لے کر واپس آیا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ میت کے دفن کرنے تک جنازہ کے ساتھ رہ کر دفن میّت میں اعانت کرنا نماز جنازہ جتنا ثواب رکھتا ہے اس لیے دفن میت تک قبر پر موجود رہ کر میت کے لیے دعا کر کے لوٹنا چاہیئے، تھوڑے سے وقت میں اُحد پہاڑ جتنا ثواب مفت میں حاصل ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے۔

سمعت النبی صلے اللہ علیہ وسلّم یقول اذا مات احدکم فلا تحبسوہ واسرعوا بہ الی قبرہ ولیقراء عند رأسہ بفاتحۃ البقرۃ وعند رجلیہ بخاتمۃ البقرۃ۔ میں نے حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی مر جاوے اس کو روک نہ رکھو جلدی اس کو قبر کی طرف لیجاؤ، اور کوئی آدمی اس کے سر کی جانب سورۃ بقرہ کا شروع اور پاؤں کی جانب سورۃ بقرہ کا آخر پڑھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرقاۃ علی المشکوٰۃ میں اس کی شرح کرتے ہوئے ملا علی ن القاری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ قبر پر سر کی طرف کھڑے ہو کر سورۃ بقرہ کا شروع مفلحون تک پڑھا جائے اور پاؤں کی جانب سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں 'امن الرسول سے لے کر آخر سورۃ تک۔ پڑھی جائیں۔ سورۃ بقرہ کی آخری آیتیں دعا پر مشتمل ہیں۔ جس سے قبر پر دعا مانگنا ثابت ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

كان النبي صلے الله عليه وسلم اذا فرغ من دفن الميت وقف عليها فقال استغفروا لاخيكم ثم سلوا له التثبت فانه الآن يسئل رواه ابوداؤد۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب دفن میت سے فارغ ہوتے کچھ دیر اس پر ٹھہرتے۔ پس فرماتے اپنے بھائی کے لیے دعا مغفرت کرو اور اس کے لیے کلمۂ شہادت پر ثابت رہنے کی بھی دعا کرو کیونکہ اب اس کو سوال کیا جائے گا۔

اس حدیث کی شرح مرقاۃ علی المشکوٰۃ میں ملا علی ن القاری حنفی رحمہ اللہ تعالےٰ نے اس طرح فرمائی ہے۔

سلوا له التثبيت اى ادعوا له بدعاء التثبيت يعنى قولوا اثبته الله تعالى بالقول الثابت او اللهم ثبته بالقول الثابت وهو كلمة الشهادة عند منكر و نكير۔ سوال کرو اس کے لیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تثبیت کا یعنی دعا کرو اس کے لیے کلمہ شہادت پر ثابت و قائم رہنے کی یعنی مضبوط رکھے اس کو اللہ کلمۂ شہادت پر یا کہو "اے اللہ اس کو ثابت رکھ قول ثابت پر" اور وہ کلمہ شہادت ہے منکر و نکیر کے سوال کرنے کے وقت۔

اس حدیث اور اس کی شرح سے معلوم ہوا کہ قبر پر دفن میّت کے بعد استغفار اور تثبیت کے لیے دعا کرنے کا حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی موجود ہے اس کو سنت و مستحب کہنا جائز ہے۔

براء ابن عازب نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔

المسلم اذا سئل فی القبر یشهد ان لا اله الا الله ویشهد ان محمدا رسول الله فذالک قوله یثبت الله الذین آمنوا بالقول الثابت فی الحیوٰة الدنیا وفی الآخرة (متفق علیہ) مسلمان سے جب قبر میں سوال کیا جائے گا تو وہ گواہی دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دے گا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ پس یہ ہے قول اللہ کا کہ ثابت رکھے گا اللہ تعالیٰ مومنوں کو کلمہ شہادت پر دنیا و آخرت میں۔

یہ سب روایتیں مشکوٰۃ المصابیح میں موجود ہیں۔ جن سے معلوم ہو گیا کہ قبر میں منکر و نکیر کا سوال ہو گا اس موقع پر میت کے لیے دعا و استغفار کرنا مناسب و جائز ہے اور کلمہ شہادت پر اس کے قائم و ثابت رہنے کی دعا کرنا مستحب امر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتب فقہ میں بھی بعد دفن کے قبر پہ دعاء مغفرت کرنے کی صراحت موجود ہے۔ دیکھئے علامہ شامی ردالمحتار جلد اول کے ص۶۰۲ پر فرماتے ہیں۔

ویستحب حثیہ من قبل راسہ ثلاثا وجلوس ساعۃ بعد دفنہ لدعاء وقراءۃ بقدر ماینحر الجزور ویفرق لحمہ۔ وکان ابن عمر یستحب ان یقراء علی القبر بعد الدفن اول سورۃ البقرۃ وخاتمتھا

اور میت کی قبر کے سرہانے کی طرف سے تین دفعہ مٹی ڈالنا اور بعد دفن میت کے لیے دعاء وقرائت قرآن کے لیے بقدر اونٹ کے نحر کرنے اور اس کا گوشت تقسیم کرنے کے بیٹھنا مستحب ہے۔ اور حضرت ابن عمرؓ دفن میت کے بعد قبر پر سورۃ بقرہ کا اوّل حصہ اور سورۃ بقرہ کا خاتمہ پڑھنے کو مستحب گردانتے تھے۔

ان روایات اور کتب فقہ کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ دفن میت کے بعد قبر پر دیر تک ٹھیر کر دعاء واستغفار کرنا سنت ومستحب ہے اور حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق اس سے میت کو ثواب پہنچتا ہے اور دعا کرنے والے کو بھی ثواب عظیم حاصل ہو جاتا ہے۔

یہاں تک تو دفن میت کے بعد قبر پر دعاء واستغفار کرنے کے ثبوت میں کتاب وسنت اور فقہ سے دلائل نقل کئے گئے ہیں۔ اب ایسے امور کا اختصار کے ساتھ ذکر کر دیا جاتا ہے جو جائز، سنت یا مستحب ہیں۔ اور ساتھ ساتھ اُن رسموں کا ذکر بھی کر دیا جائیگا جو ناجائز، مکروہ اور بدعت ہیں اور بعض ان میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے باطل اور حرام ہیں۔
میّت کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا مستحب ہے جیسا کہ فتح القدیر مذا جلد
میں ہے۔ ویستحب الاسراع بتجہیزہ کلہ من حین یموت۔
میت کے مرنے کے وقت سے ہی اس کے سارے سامان میں جلدی کرنا مستحب ہے۔
جس وقت کسی مومن و مسلم کو موت آجائے اسی وقت اس میّت کی تجہیز و
تکفین اور تدفین میں لگ جانا چاہیئے اور اپنی رائے اور قیاس سے کسی کام کے لیے
روکنا مناسب نہیں ہے اگرچہ وہ کام ظاہر نظر میں اچھا ہی کیوں معلوم نہ ہو
وجہ اس کی ظاہر ہے کہ جس کام سے شریعت کے حکم کی مخالفت اور مقابلہ
لازم آتا ہو۔ اس کے کرنے میں سرکشی اور خودرائی ضرور پائی جائے گی۔ پس جب
کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میّت کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنے
کا حکم فرما دیا ہے تو اب کسی عزیز کے انتظار میں یا مال و دولت کی جانچ پڑتال یا
تقسیم ترکہ میں مشغول ہو کر میّت کی تجہیز و تکفین اور تدفین میں دیر کرنے سے
حضور اکرم علیہ السلام کے حکم کی خلاف ورزی ضرور ہو جائے گی، اور سنت
کی بجائے بدعت پر عامل ہونا لازم آئے گا۔ اسی طرح میت کو غسل دینے سے
قبل یا غسل دینے کے بعد نماز جنازہ سے پہلے یا اس کے بعد اہتمام و اجتماع کے ساتھ
ذکر و تلاوتِ قرآن اور دعا و استغفار میں مشغول ہو کر تاخیر کرنا مکروہ اور خلاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ت ہوگا۔ دیکھئے دُرِّ مختار میں یہ تصریح موجود ہے۔

کرہ تاخیر صلوتہ ودفنہ لیصلی علیہ جمع عظیم بعد صلوۃ

جمعۃ۔ (میت) پر نماز پڑھنے اور دفن کرنے میں اس غرض سے دیر کرنا کہ

جمعہ کے بعد بڑی جماعت سے جنازہ پڑھیں گے مکروہ ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز جنازہ کو اگرچہ بڑی جماعت کے ساتھ پڑھنا اچھا ہے

ن چونکہ اس میں نماز پڑھنے اور دفن کرنے میں تاخیر ہو جانے سے شریعت

ی مخالفت ہو جانا یقینی ہے۔ اس لیے فقہائے احناف نے اس کو مکروہ

ریمی فرمایا ہے اور مکروہ کو مطلق استعمال کرنے سے فقہاء کے نزدیک مکروہ تحریمی

لیا جاتا ہے۔

جنازہ کو اٹھا کر جب چلتے ہیں تو بعض لوگ باآواز بلند کلمہ شریف پکار کر

ھتے ہوئے جنازہ گاہ یا قبرستان تک جاتے ہیں یہ کلمہ شریف یا اور کچھ بلند

از سے پڑھنا بدعت اور مکروہ ہے۔ دیکھئے فتاوی عالمگیری میں ہے۔

علی متبع الجنازۃ الصمت ویکرہ لھم رفع الصوت بالذکر و

ۃ القرآن کذا فی شرح الطحطاوی۔ جنازے کے ساتھ چلنے والوں

خاموشی لازم ہے اور ان کو ذکر یا قرأت قرآن بلند آواز سے کرنا مکروہ ہے

ا طرح شرح طحطاوی میں ہے۔

جوہرہ نیرہ میں بھی یہی عبارت ہے، مراقی الفلاح میں بلند آواز سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذکر اور تلاوت قرآن کو بدعت کہا گیا ہے اور غنیۃ المستملی میں اس کو مکروہ تحریمی قرار دیا گیا ہے اور ساتھ ہی قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی گئی ہے۔

کان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکرھون رفع الصوت عند ثلاث عند القتال وفی الجنازۃ وفی الذکر وذکرہ ابن المنذر فی الاشراف۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم تین جگہ آواز بلند کرنا مکروہ سمجھتے تھے ایک قتال کے وقت، دوسرے جنازے میں اور تیسرے ذکر میں۔ بیان کیا اس کو ابن منذر نے اشراف میں۔

جس وقت نماز جنازہ سے فراغت ہو جائے فوراً میت کو قبر کی طرف لے جانا چاہیئے۔ پھر میت کو قبلے کی طرف سے قبر کے اندر اتاریں اور قبر میں اتارتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رسول اللّٰہِ پڑھیں اور یہ مستحب ہے میت کو داہنی جانب سے قبلہ رو کر دینا مسنون ہے۔ اس کے بعد کچی اینٹوں سے لحد کو بند کر دینا چاہیئے۔ پختہ اینٹوں اور لکڑی سے بند کرنا مکروہ ہے۔ قبر میں مٹی ڈالتے وقت مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف سے شروع کیا جاوے اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی اٹھا کر قبر میں ڈالے اور پہلی بار منھا خلقناکم دوسری مرتبہ وَفِیْھَا نُعِیْدُکُمْ اور تیسری بار وَمِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی پڑھنا جائے بعد دفن کے تھوڑی دیر بعد قبر پر ٹھیرنا اور میت کے لیے دعاء مغفرت و تثبیت کرنا مستحب ہے جیسا کہ احادیث اور فقہ کے حوالے سے ثابت ہو چکا ہے۔ قبر پر پانی چھڑکنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی مستحب ہے، قبر کو مربع شکل میں بنانا مکروہ ہے، مستحب یہ ہے کہ اٹھی ہوئی مثل کوہان شتر کے بنائی جائے اس کی بلندی ایک بالشت بھر تک ہونی چاہیئے۔ قبر کا بہت اونچا کرنا، قبر پر پکی اینٹیں لگا کر گچ کرنا مکروہ ہے بلکہ حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد گرامی سے سرتابی ہے۔ کیونکہ آپ نے اس سے منع فرمایا ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یجصص القبر وان یبنی علیہ وان یقعد علیہ (رواہ مسلم) منع فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبر کو چونے گچ بنانے سے اور اس پر کوئی عمارت بنانے اور اس پر بیٹھنے سے۔

قبر پر عمارت مثل گنبد یا قبے کے بغرض زینت بنانا حرام ہے اور مضبوطی کے لیے بنانا مکروہ ہے، قبر پر بیٹھنا ناجائز ہے، کسی میت کو چھوٹا ہو یا بڑا مکان کے اندر دفن نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ یہ بات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔ قبروں پر چڑھاوے، نذر و نیاز، منت وغیرہ چڑھانا حرام ہے میلے لگانا، تماشے کرانا بہت برا ہے۔ قبر کی طرف سجدہ کرنا اور قبر کا طواف کرنا شرک اور ظلم عظیم ہے۔ یہ تمام مسائل فقہ کی معتبر اور مشہور کتابوں مثلاً البحر الرائق۔ در المختار، رد المحتار، فتاوی عالمگیری اور فتاوی قاضیخاں (وغیرہ) میں موجود ہیں جس کا دل چاہے ان کتابوں میں دیکھ سکتا ہے۔

اس زمانے میں چونکہ عوام نے اپنے عقائد و اعمال کو بہت سخت خراب کر لیا ہے اور جس قسم کی ضرورتوں کو یہ لوگ بیان کرتے ہیں وہ سب نفس امارہ کے بہانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور خواہش نفسانی کے فریب۔ دل میں سوچا جائے تو ایسی محدث اور منسک چیزوں کی برائی خود معلوم ہو سکتی ہے۔ تمام مسلمانوں کے لیے نہایت ضروری ہے کہ جس طرح سے وہ دوسرے محرمات و مکروہات سے پرہیز کرتے ہٹتے ہیں اسی طرح ان مشتبہات اور محدثات سے بھی اپنے دامن کو بچاتے رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم ان دھندوں میں پھنس کر اپنی عاقبت کو ہی خراب کر بیٹھیں۔

آخر میں دعا ہے کہ رب العزت تمام مومنوں کو اور بندۂ ناچیز کو کتاب وسنت پر عمل پیرا ہونے کی ہمت و توفیق بخشے اور مدۃ العمر ان کو شرک و بدعت سے برکنار رکھتے ہوئے اپنی حفاظت میں صراط مستقیم پر ثابت و قائم رکھے، آخرت میں اپنے سایۂ رحمت میں جگہ عنایت فرمائے اور اپنے حبیب سید الکونین رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین! سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى۔

اعلان

جو صاحب اس کتاب "تحقیق الدعاء بعد صلوٰۃ الجنازہ" کو خریدنا چاہے وہ براہ راست مصنف سے حاصل کر سکتا ہے یا یہ کتاب ماسٹر اللہ دین صاحب ناظم انجمن اسلامیہ گکھڑ منڈی ضلع گوجرانوالہ سے منگوا سکتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ